عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

استخارہ
متعلقات و مسائل

جلد:۳۲ | ۲۷ جمادی الثانی تا ۳ رجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مئی ۲۰۱۳ء | شمارہ:۱۸

تعلیم کا اصل مقصد

حصولِ تعلیم کا طریقہ کار

منشیات کے نقصانات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

اسلام میں مرتد کی سزا

طٰہٰ اسلام بن شاہد جمیل، کراچی

س:...... جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے اس کی سزا ''اسلام'' نے کیا رکھی ہے؟ اگر ہم اسلامی تاریخ کو دیکھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ملعون اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ملعون کو قتل کرنے کا حکم دیا، اسی طرح مسیلمہ کذاب کو بھی کیفرکردار تک پہنچانے کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک عظیم لشکر بھیجا اور اس کو قتل کروایا۔ اسی طرح جب خبیث مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ہمیں چاہئے تھا کہ ہم اس کی گردن مار دیتے، بجائے اس کے کہ اس سے مناظرہ کرتے؟ حقائق کی روشنی میں انصاف کا دامن تھام کر بہت ہی آسانی سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اگر اس کذاب کو اسی وقت جہنم واصل کردیا جاتا تو یہ فتنہ آج اتنا نہ پھیلتا۔ اسلام نے اس کی کیا سزا متعین کی ہے؟ ہمارے اکابر نے بحث ومباحثہ اور مناظروں کا رخ کیونکر کیا؟ یہ سوال کئی دنوں سے ذہن میں کھٹک رہا ہے۔ امید ہے آنجناب شفقت فرمائیں گے۔

ج:...... نبوت کا دعویٰ کرنے سے آدمی مرتد ہوجاتا ہے اور مرتد واجب القتل ہے۔ گرفتار کرنے کے بعد تین دن تک اسے مہلت دی جائے گی، اس دوران اس کو سمجھایا جائے گا اور اس کے اشکالات کو دور کیا جائے گا، اگر وہ مان جائے اور توبہ کرلے تو چھوڑ دیا جائے گا ورنہ اس کا سر قلم کردیا جائے گا اور یہ سارا کام اسلامی حکومت کے کرنے کا ہے، عام مسلمانوں کو اس کی اجازت نہیں ہے، جس وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اگر اس وقت اسلامی نظام حکومت قائم ہوتا تو مسلمان ضرور اس کو سولی پر چڑھانے کا مطالبہ کرتے، مگر اس وقت انگریز کا دور حکومت تھا اور مرزا قادیانی انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھا تو انگریز اپنے لگائے ہوئے پودے کو کس طرح کچلتے؟

نفلی صدقہ کے مصارف

س:...... کیا صدقہ کی رقم سے اپنے لئے یا دوسروں کے لئے دینی کتابیں خرید سکتے ہیں؟ ایصال ثواب کرسکتے ہیں، نقد رقم یا دینی کتابوں کا اور صدقہ کی رقم نقد یا راشن بیٹے، بیٹی کو دے سکتے ہیں؟

ج:...... نفلی صدقہ چاہے رقم کی صورت میں ہو اور چاہے کوئی چیز مثلاً راشن، کپڑا، ضرورت کی دیگر اشیاء اسی طرح دینی کتابیں وغیرہ خرید کر مستحق افراد کو دینا صحیح ہے۔ اگر بیٹا اور بیٹی ضرورت مند اور محتاج ہوں تو نفلی صدقہ ان کو بھی دیا جاسکتا ہے۔ ہاں زکوٰۃ، صدقۂ فطر، کفارہ، فدیہ وغیرہ ان کو دینا درست نہیں۔ صدقہ کی رقم اگر کسی دوسرے نے آپ کو بوجہ مستحق ہونے کے دی ہے تو آپ اس سے اپنے لئے دینی کتابیں خرید سکتے ہیں یا کسی دوسرے مصرف میں بھی لاسکتے ہیں، کیونکہ اب وہ رقم آپ کی ملکیت ہے۔ ایصال ثواب کے لئے صدقہ جاریہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً تعمیر مسجد ومدرسہ میں رقم لگانا، دینی کتابیں وقرآن مجید تقسیم کرنا یا افادۂ عام کے امور میں رقم خرچ کرنا۔ اس کا اجر وثواب مرنے کے بعد بھی جب تک یہ عمل جاری ہے ملتا رہے گا اور آخرت میں ذخیرہ ہوتا رہے گا۔

کیا مسافر سنتوں میں بھی قصر کرے گا؟

س:...... میں مستقل لندن میں رہتی ہوں اور دس بارہ دنوں کے لئے سال بعد پاکستان آتی ہوں تو کیا میں قصر نماز پڑھوں یا پوری نماز پڑھوں؟ اور سنتوں میں بھی قصر کرنی ہوگی؟

ج:...... اگر آپ پاکستان کی رہائش چھوڑ چکی ہیں اور آئندہ یہاں رہنے کا ارادہ بھی نہیں ہے اور نہ اس نیت سے یہاں کوئی جائیداد وغیرہ بنائی ہے تو آپ جب بھی یہاں پندرہ دنوں سے کم نیت کرکے آئیں گی مسافر ہوں گی اور فرض نماز میں قصر کریں گی، یعنی چار رکعت فرض کو دو رکعت پڑھیں گی۔ مغرب کی نماز اسی طرح سنتیں اور وتر پوری پڑھیں گی، ان میں قصر نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

جلد:۳۲ ۲۷ جمادی الثانی تا ۴ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مئی ۲۰۱۳ء شمارہ:۱۸

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

اسلام ہی پاکستان کو متحد رکھنے کا ذریعہ!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
تعلیم کا اصل مقصد اور اس کے حصول کا طریقہ کار	۷	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
نشیات کے استعمال کے نقصانات!	۱۰	قاری محمد حنیف جالندھری
استخارہ: متعلقات و مسائل	۱۳	مولانا مفتی محمود زبیر قاسمی
... قادیانیوں کا ایک اور مرکز تبلیغ پکڑا گیا	۱۷	سیف اللہ خالد
قضائے حاجت سے متعلق شرعی احکام! (۳)	۱۹	مفتی محمد راشد ڈسکوی
مرکز ختم نبوت اسلام آباد.....	۲۲	قاری عبدالوحید قاسمی
قادیانی، مرزائی، غلام احمدی یا ظلمدی	۲۶	مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

آپس کے اختلافات کی نحوست

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو درجے میں روزہ، نماز اور صدقے سے بھی افضل ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: ضرور ارشاد فرمائیے! فرمایا: وہ آپس کے معاملات کی دُرستگی ہے، کیونکہ آپس کا بگاڑ مونڈنے والی چیز ہے۔ اور ایک روایت میں یہ مزید اضافہ ہے کہ: میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈنے والی ہے، بلکہ وہ دین کو مونڈنے والی اور اس کا صفایا کرنے والی ہے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۷)

"آپس کے معاملات کی دُرستگی" سے مراد یہ ہے کہ آپس کے ان تمام اُمور و معاملات کو دُرست رکھا جائے جن سے آپس کی ناچاقی راہ پاتی ہے، تاکہ کسی کو کسی سے شکایت نہ ہو، اور اسلامی معاشرے میں اُلفت و محبت اور اتفاق و اتحاد کی فضاء قائم رہے۔

"آپس کی دُرستگی" کو روزہ، نماز اور صدقے سے افضل قرار دینے کی... واللہ اعلم... دو وجہیں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ نماز، روزہ اور صدقہ انفرادی اعمال ہیں، جن کا اجر و ثواب کرنے والے کی ذات تک محدود ہے، بخلاف اس کے "صلاح ذات البین" (آپس کے معاملات کی دُرستگی) کا عمل پورے معاشرے سے تعلق رکھتا ہے، اگر تمام مسلمان اس عمل کا اہتمام کریں تو ان کے درمیان اتفاق و اتحاد کی فضاء پیدا ہوگی اور ان کا شیرازہ مجتمع رہے گا، اور اگر وہ آپس کے معاملات کی دُرستگی کا اہتمام نہیں کریں گے تو ان کے درمیان باہمی بغض و عناد کی فضاء پیدا ہوگی، ایک دُوسرے کو نیچا دِکھانے کی کوشش ہوگی، ایک دُوسرے کے خلاف انتقامی جذبات پروان چڑھیں گے، اور ایک دُوسرے کی تحقیر و تذلیل محبوب مشغلہ بن جائے گا، جس کے نتیجے میں اُمت کا شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا۔ پس "آپس کی دُرستگی" کا عمل صرف ایک فرد کی ذات تک محدود نہیں، بلکہ پورا معاشرہ اور معاشرے کا ایک ایک فرد اس سے متأثر ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ وہ نیکی، نماز روزے سے بدرجہا بڑھ کر ہوگی جس کی برکت سے اُمت کا شیرازہ مجتمع رہے اور اُمت "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا" کا منظر پیش کرنے لگے۔

دُوسری وجہ یہ ہے کہ اگرچہ نماز روزہ اور صدقہ و خیرات بھی نفس کو شاق گزرتے ہیں، اور ان کے کرنے میں بھی نفس کے ساتھ مجاہدے کی نوبت آتی ہے، لیکن مجاہدے کا اصل میدان عالم تعلقات ہے، جہاں قدم قدم پر ناگواریوں کا سامنا ہوتا ہے، اور قدم قدم پر نفس کی "انا" مجروح ہوتی ہے، یہی وہ میدان ہے جہاں انسانی اخلاق کے جوہر کھلتے ہیں، یہی وہ امتحان گاہ ہے جس میں آدمی کے صبر و شکر، حلم و وقار، صبر و تحمل، خشیت و تواضع، یقین و توکل وغیرہ کی جانچ ہوتی ہے، یہی وہ جنگل ہے جہاں کبر و نخوت، عُجب و خود بینی، حسد و کینہ وغیرہ کے درندے منہ کھولے کھڑے ہیں، ہر موقع پر تمام اہل حقوق کے حقوق ادا کرنا اور ان میں حدودِ شرعیہ کی نزاکتوں کو پوری طرح ملحوظ رکھنا ایک ایسا مجاہدہ ہے جو انفرادی اعمال (نماز، روزہ وغیرہ) میں نہیں۔ خدا شاہد ہے کہ ساری رات نفلیں پڑھنا اور ہمیشہ روزے رکھنا آسان، لیکن مجاہدے کی اس بھٹی سے جسے باہمی تعلقات کا میدان کہتے ہیں، کندن بن کر نکلنا مشکل اور نہایت مشکل! اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر اسے نماز اور روزے سے افضل درجے کی چیز فرمایا تو بالکل بجا ارشاد فرمایا:

"حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلی اُمتوں کی بیماری آہستہ آہستہ تم میں سرایت کرگئی، یعنی حسد اور کینہ، اور یہ چیز مونڈنے والی (اور صفایا کرنے والی) ہے، میں نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈتی ہے، نہیں! دین کو مونڈ دیتی (اور اس کا صفایا کردیتی) ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہ ہوگے یہاں تک کہ ایمان لاؤ، اور (کامل طور پر) مؤمن نہیں ہوگے یہاں تک کہ ایک دُوسرے سے محبت کرو، کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو اس (باہمی اُلفت و محبت) کو تمہارے لئے ثابت کرے؟ آپس میں (کثرت سے) سلام پھیلایا کرو۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۷)

اس حدیث پاک میں متعدد مضامین ارشاد ہوئے ہیں، ان میں سے ایک تو وہی مضمون ہے جو اس سے قبل کی دو احادیث میں آچکا ہے، یعنی آپس کے بغض و کینہ کا دین کے لئے تباہ کن ہونا۔

دُوسرا مضمون یہ ہے کہ حسد اور بغض اُمتِ سابقہ کی بیماری ہے، جس کے جراثیم آہستہ آہستہ اس اُمت میں بھی سرایت کرتے چلے گئے۔ جن خوش قسمت حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہی، ان کے درمیان اُلفت و محبت کی وہ فضاء پیدا ہوئی جس کو اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

"فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔" (آل عمران:۱۰۳)

ترجمہ:... "پس ہوگئے تم اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام سے بھائی بھائی۔"

ان میں حسد و رقابت، بغض و عناد اور کینہ و عداوت کا کوئی جرثومہ نہیں تھا، بلکہ وہ سب کے سب اہلِ جنت کی طرح "یک قلب" تھے، لیکن دُنیا کی زہریلی فضاء کے سبب آہستہ آہستہ اُمت میں حسد و کینہ کے جراثیم پیدا ہونے شروع ہوئے، اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ حسد و کینہ کی دیمک نے جسدِ ملت کو چاٹ لیا، اور اُمت تسبیح شکستہ کے موتیوں کی طرح منتشر ہوکر رہ گئی، یہی وہ حقیقت ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ گرامی میں متنبہ فرمایا ہے، اس چھوٹے سے فقرے میں نہ صرف اُمت کے عروج و زوال کی پوری داستان سمودی ہے، بلکہ مرض کی تشخیص کے ساتھ اس کے علاج کی طرف بھی رہنمائی فرمائی ہے۔

تیسرا مضمون وہ ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کے ساتھ بیان فرمایا ہے، یعنی جنت میں داخل ہونا موقوف ہے ایمان پر، اور ایمان کامل موقوف ہے باہمی اُلفت و محبت پر، اور باہمی اُلفت و محبت کا ذریعہ آپس میں کثرت سے سلام کا پھیلانا ہے۔☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

اسلام ہی پاکستان کو متحد رکھنے کا ذریعہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

چیف آف آرمی اسٹاف جنرل جناب اشفاق پرویز کیانی صاحب نے کاکول اکیڈمی میں ۱۲۶ ویں، پی ایم میں لانگ کورس کی پاسنگ آؤٹ پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا، اسلام کو کبھی پاکستان سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام ہی پاکستان کو متحد رکھنے والی قوت ہے اور پاک فوج ملک کو حقیقی اسلامی جمہوری بنانے میں ہر ممکن کوشش کرتی رہے گی۔ روزنامہ ایکسپریس کراچی کے حوالہ سے آرمی چیف کا مکمل خطاب درج ذیل ہے:

’’اسلام آباد (نمائندہ ایکسپریس) چیف آف آرمی اسٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی نے کہا ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا اور اسلام کو کبھی پاکستان سے الگ نہیں کیا جاسکتا، اسلام ہی پاکستان کو متحد رکھنے والی قوت ہے، پاک فوج ملک کو حقیقی اسلامی جمہوری بنانے کے خواب کی تکمیل کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی رہے گی جس کا خواب قائداعظم اور علامہ اقبال نے دیکھا، پاکستان امن سے محبت کرنے والا ملک ہے، پاکستان کسی بھی قسم کے خطرے کا جواب دینے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے، اگر مضبوط پاکستان فوج کے ساتھ قوم متحد ہوکر کھڑی ہو تو ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، پاکستان امن پسند ملک ہے، امن کی خواہش کو ہماری کمزوری نہ سمجھا جائے، ہماری پوری توجہ اندرونی سیکورٹی پر مرکوز ہے تاہم کسی بھی بیرونی خطرے کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ بات آرمی چیف نے کاکول اکیڈمی میں ۱۲۶ ویں پی ایم میں لانگ کورس کی پاسنگ آؤٹ پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ اس موقع پر پاکستان ملٹری اکیڈمی کے کمانڈنٹ میجر جنرل صادق علی بھی موجود تھے۔ آرمی چیف نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ میں پی ایم لانگ کورس کی پاسنگ آؤٹ پریڈ سے خطاب کررہا ہوں، یہ وہ دن ہے جب کیڈٹس آرمی کے ادارے میں اپنی بنیادی ملٹری تربیت مکمل کرتے ہیں، یہ ادارہ دنیا کے اعلیٰ ملٹری اداروں میں سے ایک ہے، تمام کیڈٹس کو کورس مکمل کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، میں اس کورس میں شامل فلسطین، سوڈان اور ترکمانستان کے کیڈٹس کو بھی مبارک پیش کرتا ہوں، جنہوں نے یہاں اپنا کورس مکمل کیا ہے، پاکستان ملٹری اکیڈمی کے اساتذہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں، جنہوں نے پاک فوج کے مستقبل کے لیڈروں کو تیار کیا ہے۔ آرمی چیف نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ پاکستان ملٹری اکیڈمی کی تربیت کے ذریعے آپ میں بہترین نظم وضبط، احترام اور اعتماد پیدا ہوا ہے، آپ کی سب سے پہلی ذمہ داری ہے کہ آپ اس معیار کو برقرار رکھیں، پاک فوج کے کمیشنڈ افسروں کے طور پر آپ کی زندگی میں بہت سے چیلنجز آئیں گے جس کے لئے آپ کو پیشہ وارانہ مہارت اور لیڈرشپ کی خصوصیات کی ضرورت پڑے گی، مجھے مکمل بھروسہ ہے کہ آپ کبھی اپنے ملک پاک فوج اور جوانوں پر اپنے آپ کو ترجیح نہیں دیں گے۔ جنرل اشفاق پرویز کیانی نے کہا کہ آپ قسمت والے ہیں کیونکہ آپ کو ایسے جوانوں کی قیادت کرنی ہے جس کے اندر حب الوطنی اور قربانی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، ہمارے فوجی جوان خطرات کا مقابلہ کرنے کے حوالے سے دنیا میں سب سے بہترین ہیں، جب آپ ان جوانوں کی قیادت کریں گے آپ دیکھیں گے کہ پاک فوج پیشہ وارانہ فوج کے طور پر پاکستان کے اندر اور بیرون ملک عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔‘‘ (روزنامہ ایکسپریس کراچی، ۲۱/اپریل ۲۰۱۳ء)

تحریک پاکستان میں یہ نعرہ بچے بچے کی زبان پر تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا: ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ اس نعرہ کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا تا آنکہ پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ پاکستان کے اعلان کے بعد سرحد کے ریفرنڈم کے موقع پر جولائی ۱۹۴۷ء میں قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مسلمانان سرحد کو پیغام دیتے ہوئے فرمایا:

’’خان برادری نے اب یہ نیا زہریلا پروپیگنڈا شروع کیا ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی شریعت اسلامی کے بنیادی اصولوں کو نظر انداز کردے گی۔ آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔‘‘ (خطبات عثمانی:۳۳۹)

۷ر مارچ ۱۹۴۹ء کو قرارداد مقاصد پیش کرتے ہوئے نواب زادہ لیاقت علی خانؒ نے جو تقریر کی، اس کی تمہید میں انہوں نے فرمایا:

’’جناب والا! میں اس موقع کو ملک کی زندگی میں بہت اہم سمجھتا ہوں میں ایوان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ بابائے ملت قائد اعظم نے اس مسئلہ کے متعلق اپنے جذبات کا متعدد موقعوں پر اظہار کیا تھا اور قوم نے ان کے خیالات کی تائید غیر مبہم الفاظ میں کی تھی۔ پاکستان اس لئے قائم کیا گیا تھا کہ اس برصغیر کے مسلمان اپنی زندگی کی تعمیر اسلامی تعلیمات وروایات کے مطابق کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے کہ وہ دنیا پر عملاً واضح کردینا چاہتے تھے کہ آج حیات انسانی کو جو طرح طرح کی بیماریاں لگ گئی ہیں، ان سب کے لئے اسلام اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے۔ ساری دنیا تسلیم کرتی ہے کہ ان برائیوں کا اصلی سبب یہ ہے کہ انسان مادی کے ساتھ روحانی اقدار میں قدم نہ بڑھا سکا اور انسانی دماغ نے سائنسی ایجادات کی شکل میں جو ’’جن‘‘ اپنے اوپر مستولی کرلیا ہے۔ اب اس سے نہ صرف انسانی معاشرہ کے سارے نظام اور اس کے مادی ماحول کی تباہی کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے بلکہ اس مسکن خاکی کے بھی تباہ ہونے کا اندیشہ ہے جس پر انسان آباد ہے۔ یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ اگر انسان نے زندگی کی روحانی قدروں کو نظر انداز نہ کیا ہوتا اور اگر خدا کی نسبت اس کا اعتقاد کمزور نہ ہوگیا ہوتا تو سائنسی ترقی سے خود کی ہستی ہرگز خطرہ میں نہ پڑتی۔ ہم پاکستانیوں میں اتنی جرأت ایمانی ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمام اقتدار اسلام کے قائم کردہ معیاروں کے مطابق استعمال کیا جائے تاکہ اس کا غلط استعمال نہ ہوسکے اقتدار تمام تر ایک مقدس امانت ہے جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہمیں اس لئے تفویض ہوا ہے کہ ہم اسے بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے استعمال کریں اور یہ امانت، ظلم وتشدد اور خود غرضی کا آلہ نہ بن جائے۔‘‘ (ارباب اقتدار سے کھری کھری باتیں، ج:۳، ص:۲۷۳)

آرمی چیف نے یہ باتیں ایسے ماحول، ایسے حالات اور ایسے موقع پر کہی ہیں کہ جب ہر محب وطن پاکستانی مضطرب اور پریشانی کے عالم میں تھا کہ پتہ نہیں صاحبان اقتدار و مالکان حل وعقد پاکستان کو کس سمت اور کس رخ پر ڈالنا چاہتے ہیں؟ کیونکہ کچھ عرصہ سے ایسا ماحول اور ایسی فضا بنادی گئی تھی کہ اسلام، مسلمان، مسجد، مدرسہ اور علماء کرام ان کے نشانہ پر رہے۔ مسلم عوام کو دین سے دور اور اسلامی تعلیمات سے برگشتہ کرنے کے لئے ایسے مکروہ حربے اور اوچھے ہتھکنڈے آزمائے گئے کہ کفار بھی ان کو دیکھ کر شرما جائیں۔ اس لئے کہ ان میں دین سے دوری اور بے راہ روی کے باوجود اپنے مذہبی لٹریچر اور مذہبی راہنماؤں کا ادب واحترام آج تک پایا جاتا ہے۔ اس ملک پاکستان میں مساجد ومدارس کو دہشت گردی کے اڈے کہا گیا اور مذہبی راہنماؤں اور اس میں جڑنے والوں کو بنیاد پرست، انتہا پسند اور دہشت گرد کہا گیا، مساجد گرائی گئیں، مساجد پر گولہ وبارود کی بارش برسائی گئی۔ ان میں موجود قرآن کریم، احادیث مقدسہ اور طلبا وطالبات کو جلایا گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پگڑی اور داڑھی جیسی سنت کی تضحیک کی گئی۔ دین کی بات کہنے والوں کا تمسخر اڑایا گیا، ان میں فرقہ وارانہ قتل وغارت گری کرائی گئی۔

نوبت بایں جارسید کہ کچھ سیاست دانوں نے کھلم کھلا اسلامی احکام کی مخالفت شروع کردی۔ دین سے محبت اور پاکستان سے پیار کرنے والی باشعور عوام یہ سوچنے لگی کہ جن کو پاکستان کے نام کے ساتھ جڑا ’’اسلامی‘‘ کا لفظ ہی برداشت نہیں، وہ کیسے اس ملک میں اسلام اور اسلامی تعلیمات کو نافذ ہونے اور اس پر زندگی گزارنے کے لئے سہولیات اور اقدامات کریں گے؟ اس لئے آرمی چیف کا حالیہ بیان پاکستانی عوام کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کے ازالے اور ان کی تسلی کے لئے آب حیات سے کم نہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی کہنا چاہیں گے کہ پاکستان میں بہت ساری قومیں رہتی اور بستی ہیں، جس کی زبانیں مختلف، رنگ ونسل مختلف، تہذیب واقدار مختلف، مسالک ومذاہب مختلف، عادات واطوار مختلف، لیکن اس سب کے باوجود مسلمان ہونے کے ناتے سب ایک ہیں اور آئندہ بھی ان سب کو متحد رکھنے کا ذریعہ صرف اور صرف اسلام ہی ہے۔ وہی اسلام جس کا نعرہ لگا کر پاکستان حاصل کیا گیا، وہی اسلام جس کے لئے برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور آج تک ان کی روحیں مضطرب اور اداس ہوں گی کہ جس مقصد کے لئے ہم نے قربانیاں دیں، وہ اسلام اس خطے اور ملک میں کیوں نافذ نہ کیا گیا؟

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

تعلیم کا اصل مقصد اور اس کے حصول کا طریقۂ کار

حرا فاؤنڈیشن اسکول میں ایک اہم فکر انگیز خطاب

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

ضبط و ترتیب: مولانا بلال قاضی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: پہلے بھی ایک دو مرتبہ یہاں حاضری ہوئی ہے اور ارادہ یہ تھا کہ آپ حضرات سے وقتاً فوقتاً ملاقات ہوتی رہے اور کچھ باتیں تازہ کی جاتی رہیں، لیکن اپنی مصروفیات اور سفروں کی وجہ سے کثرت کے ساتھ یہاں حاضری کا موقع نہیں ملا۔ اگرچہ دور رہ کر الحمدللہ آپ حضرات کے حالات سے فی الجملہ باخبر رہتا ہوں۔ لیکن براہ راست آپ حضرات سے ملاقات کا موقع کافی دنوں کے بعد مل رہا ہے۔ اور ایک ایسے موقع پر مل رہا ہے جب الحمدللہ ہماری اس ٹیم میں کچھ نئے حضرات بھی داخل ہوئے ہیں اور نئے داخلوں کی رجسٹریشن بھی شروع ہو چکی ہے۔

مقصد اصل میں اس حاضری اور آپ حضرات سے ملنے کا یہ ہے کہ ہم اپنے اصل مقصد کی طرف توجہ دیں اور اصل مقصد کو یاد رکھنے کی کوشش کریں۔ عام طور سے ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی کام کسی خاص مقصد کے تحت شروع کیا جاتا ہے تو شروع میں تو اس مقصد کی اہمیت دلوں میں ہوتی ہے لیکن جب اس کام میں انسان داخل ہوتا ہے اور اس کے بہت سے عملی مسائل سے واسطہ پڑتا ہے اور اس میں انسان منہمک ہوتا ہے تو بعض اوقات وہ یہ بھول جاتا ہے کہ میں کہاں سے چلا تھا۔ اور کیوں چلا تھا۔ اس واسطے اگر ہم تھوڑے تھوڑے وقفے سے اپنے مقصدِ زندگی کو اور اپنے ادارے کے مقصد کو یاد کرتے رہیں اور اسے تازہ کرتے رہیں تو امید ہے کہ وہ جذبہ جو آگے بڑھنے کا جذبہ ہے، وہ ان شاء اللہ ٹھنڈا نہیں پڑے گا۔ اس مقصد کے تحت یہ حاضری ہوئی ہے اور اسی مقصد کے تحت پہلے بھی دو تین مرتبہ حاضر ہونے کا موقع ملا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور زندگی عطا فرمائی تو ان شاء اللہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

ادارے میں کام کرنے والے افراد کا مقصد کے بارے میں ہم آہنگ ہونا ضروری ہے:

پہلی بات جو تازہ کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ ہم ایک ایسے ادارے میں کام کر رہے ہیں جو ایک خاص، واضح، Clear cut مقصد رکھتا ہے۔ یہ کوئی تجارتی ادارہ نہیں ہے۔ جس میں تعلیم کو تجارت کا کوئی ذریعہ بنایا جا رہا ہو۔ یہ محض تعلیم برائے تعلیم بھی نہیں ہے، بلکہ اس کا ایک مقصد ہے اور اس مقصد کو اگر ٹھیک سمجھا جائے اور سب لوگ جو اس میں کام کر رہے ہیں وہ اس مقصد میں شریک ہوں اور اس کو اچھی طرح سمجھیں اور اس کی صحیح اہمیت محسوس کریں، سب کے درمیان اس مقصد کے لحاظ سے ہم رنگی ہو، تو پھر ادارہ ترقی کرتا ہے، اس کے اندر بہتری پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنے اصل مطلوب مقاصد کو حاصل کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ مقصد ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو یا تھوڑے تھوڑے وقفے سے اوجھل ہو جاتا ہو اور کسی اور مقصد کی طرف ذہن چل پڑتا ہو تو پھر ادارے کا اصل مقصود و مطلوب حاصل نہیں ہوتا۔

ادارے کا مقصد ایک اچھا مسلمان پیدا کرنا ہے:

یاد کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ ادارہ اس مقصد کے تحت قائم ہوا ہے کہ یوں تو ہمارے ملک میں بہت سے تعلیمی ادارے ہیں، اسکول ہیں، اردو میڈیم بھی ہیں، انگلش میڈیم بھی ہیں، بہت سے ادارے کام کر رہے ہیں۔ لیکن مقصود درحقیقت یہ ہے کہ تعلیم ذریعہ بنے ایک اچھا انسان بننے کا اور اچھا مسلمان بننے کا۔ یہ ہے اصل مقصود کہ ہم اس ادارے کے ذریعے نہ صرف ایک اچھا انسان بلکہ ایک اچھا مسلمان پیدا کریں۔

انگریزی نظامِ تعلیم کا مقصد ایمان کی شمع بجھانا تھا:

آپ حضرات ماشاء اللہ تعلیم یافتہ ہیں۔ آپ نے یہ ضرور پڑھا ہوگا کہ جب انگریز ہندوستان پر قابض ہوا اور اس کا پورا تسلط یہاں پر ہو گیا تو اس کے نتیجے میں اس نے یہ دیکھا کہ مسلمان اس وقت تک قابو آنے والے نہیں ہیں جب تک ان کے ذہنوں کو تبدیل نہ کیا جائے، ان کے دماغ نہ بدلے جائیں۔ لہٰذا اس نے شروع میں تو اسلحہ اور ہتھیاروں کے بل بوتے پر ہندوستان پر قبضہ کیا اور صرف ہتھیاروں ہی کے بل بوتے پر نہیں بلکہ آپ نے ضرور کتابوں میں پڑھا ہوگا کہ لوگوں کے ضمیر خرید کر، غدار پیدا کر کے، غداروں کے ساتھ معاملہ کر کے، میر جعفر اور میر صادق جیسے غداروں کے ساتھ معاملہ کر کے مکر و فریب کے

ذریعے اس ملک پر قبضہ کیا۔لیکن اس نے یہ دیکھا کہ سیاسی طور پر ہم اگر ان پر قابو پا بھی لیں تب بھی ان کے اندر جو شمع جل رہی ہے، آزادی کی شمع، فکری آزادی کی بھی اور سیاسی آزادی کی بھی، اس شمع کو بجھایا نہیں جاسکتا۔لہٰذا اس نے یہاں آکر ہمارا نظام تعلیم جو عرصہ دراز سے چلا آرہا تھا، اور صرف دہلی شہر کے اندر دو سو بڑے مدرسے کالج لیول کے، جن میں تمام علوم وفنون پڑھائے جاتے تھے اور ان میں اسلامی تعلیمات بھی تھیں۔سلطان محمد تغلق کے دور میں دو سو تھے اور اس کے بعد پھر ہوتے ہوتے ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچی تھی۔اس نے آکر ان اداروں کو بند کردیا اور ایک نیا نظام تعلیم ملک میں جاری کردیا۔

لارڈ میکالے کی تقریر:

اور آپ حضرات نے ضرور سنا ہوگا کہ لارڈ میکالے جو انگلینڈ کا وزیر تعلیم تھا، اس نے ہاؤس آف کامنس میں یہ تقریر کی تھی اور اس پر پوری ہاؤس آف کامنس کو قائل کیا تھا، کہ ہم انڈینز کو اس وقت تک اپنا نہیں بنا سکتے جب تک ہم اپنا نظام تعلیم وہاں جاری نہ کریں۔اس کی پوری رپورٹ چھپی ہوئی ہے۔اور اس نے اس رپورٹ میں ہمارے مدارس میں پڑھائی جانے والی کتابوں کا نام لے لے کر ان کا مذاق اڑایا اور یہ کہا کہ جب تک یہ کتابیں باقی رہیں گی اس وقت تک ہم ان پر قابو نہیں پاسکتے۔اور اس نے اسی رپورٹ میں یہ بھی کہا کہ ہمیں انڈیا میں ایسے لوگ درکار ہیں جو ہمارے اور انڈین قوم کے درمیان ایک واسطہ بن سکیں اور ان کے ذریعے ہم اپنا تسلط انڈیا کے مسلمانوں پر قائم کرسکیں۔وہ ایسے لوگ ہوں جو اپنی چمڑی کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہوں لیکن اپنے ذہن کے اعتبار سے، اپنی فکر کے اعتبار سے، اپنی سوچ کے اعتبار سے مکمل انگریز ہوں۔یہ بالکل صریح لفظوں میں اپنے نظام تعلیم کے بارے میں کوئی لگی لپٹی کے بغیر واضح کردیا اور آج بھی وہ رپورٹ ریکارڈ پر ہے اور اس میں یہ بات موجود ہے۔اس سے بالکل واضح ہورہا ہے کہ مقصد اس نظام تعلیم کا کیا ہے۔مقصد یہ تھا کہ اس نظام تعلیم کے ذریعے ان کے دلوں میں جو ایمان کی شمع ہے اسے بجھایا جائے۔ان کے اندر جو اپنے دین کے ساتھ محبت ہے اسے مٹایا جائے۔ان کے اندر غیر مسلم فلسفوں اور غیر مسلم طریقوں سے جو اعراض ہے اسے ختم کیا جائے اور ان کو ہم اپنا کلرک بنا کر رکھیں۔اکبر الہ آبادی مرحوم جو مشہور شاعر ہیں انہوں نے دو لفظوں میں سارے کھیل کو بیان کیا ہے:

توپ کھسکی پروفیسر پہنچے
بسولا ہٹا تو رندا ہے

یعنی جب لکڑی کو بنایا جاتا ہے تو پہلے تو بسولے کے ذریعے اسے اکھاڑا جاتا ہے، جب وہ اکھڑ جاتی ہے اور ناہموار ہوجاتی ہے تو پھر اس پر رندا پھیرا جاتا ہے تاکہ وہ ہموار ہوجائے۔تو شروع میں تو توپ کے ذریعے قبضہ جمایا اور جب قبضہ مکمل ہوگیا لیکن ذہنوں کی زمین ہموار نہیں تھی، اس کے لئے انگریز نے پروفیسر بھیجے کہ وہ ایسا نظام تعلیم انہیں پلائیں جن کے ذریعے ان کے ذہن ہمارے افکار کے لئے ہموار ہوجائیں۔تو جس طرح بسولا کے ذریعے پہلے لکڑی کو کریدا جاتا ہے اور پھر لکڑی کو ہموار کرنے کے لئے رندا پھیرا جاتا ہے۔اسی طرح بسولا تھا توپ اور اسلحہ جس کے ذریعے ان کو خاک وخون میں نہلایا گیا اور اس کے بعد ذہن ہموار کرنے کے لئے رندا بھیجا گیا یعنی پروفیسر پہنچے۔

اکبر الہ آبادی اس کا بار بار رونا روتے رہے:

ہم تو سمجھے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

یعنی ہم تو یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ نئی تعلیم آرہی ہے یہ ہمارے لئے ایک علم فراہم کرے گی، ہمیں علوم وفنون سے آشنا کرے گی، لیکن یہ کیا خبر تھی اس کے ساتھ بے دینی بھی چلی آئے گی۔

انگریزی تعلیم کا مقصد صرف کلرک پیدا کرنا تھا:

تو یہ ایک نظام تھا جس سے انگریز کا مقصد کوئی اچھے سائنسدان، کوئی اچھے علوم وفنون کے ماہرین پیدا کرنا نہیں تھا۔اس کا مقصد کلرک پیدا کرنا تھا۔جو اس کے زیر تسلط رہ کر کلرکی کا فریضہ انجام دیں۔چنانچہ آپ دیکھیں کہ ہندوستان میں جب تک انگریز کی حکومت رہی، اس وقت تک کوئی نمایاں سائنسدان اس نظام سے نکل کر سامنے نہیں آیا۔طب کے میدان میں کوئی ایسا شخص نہیں آیا جس نے کوئی بہت اعلیٰ صلاحیت حاصل کی ہو۔کوئی ریاضی دان پیدا نہیں ہوا۔کیونکہ مقصود ہی یہ تھا کہ وہ علوم وفنون میں ہمارے محتاج رہیں اور ذہنیت ہماری حاصل کریں۔اس غرض کے تحت یہ نظام تعلیم ہم پر مسلط کیا گیا تھا۔پاکستان بننے کے بعد ہمارا اصل فریضہ یہ تھا کہ ہم اپنے نظام تعلیم کو اپنی روایات، اپنے تقاضوں کے مطابق ازسرنو ترتیب دیں۔اس طرح ترتیب دیں جس سے وہ زہر نکل جائے اور علوم وفنون اور سائنسز اپنی صحیح شکل و صورت میں باقی رہیں۔لیکن افسوس ہے کہ وہ نہیں ہوسکا، حکومتی سطح پر بہت کوششیں ہوئیں لیکن وہ کوششیں کامیاب نہیں ہوئیں۔

علوم کی ذات میں خرابی نہیں ہوتی، خرابی طریقۂ تعلیم سے پیدا ہوتی ہے:

بات یہ ہے کہ کسی بھی علم میں (یعنی چند بے کار علوم کے علاوہ) کسی بھی فن میں، کسی بھی زبان میں، اپنی ذات میں کوئی خرابی اور بے دینی نہیں ہوتی۔لیکن اس علم کو پہنچانے والے، اسے Convey کرنے والے کا کام ہوتا ہے کہ وہ اس کو کس طرح Present کرتا ہے۔کس طرح اسے دوسروں تک پہنچاتا ہے۔اس Presentation میں وہ انسانوں کے ذہنوں میں تبدیلی پیدا کرتا ہے، اور اس سے ذہن بدلتے

ہیں۔ تو انہوں نے اپنے علوم کو ایسے present کیا ہے، مثلاً سائنس کو لے لیجئے۔ اس کے تمام شعبوں یا دیگر علوم و فنون کو لے لیجئے۔ ان سب کی Presentation انہوں نے اپنے Curriculum کے ذریعے، ٹیکسٹ بکس کے ذریعے اور اساتذہ کے ذریعے اس طرح کی ہے کہ آدمی اس کے ذریعے مادہ پرست ہوتا جائے۔ مادیت اس پر چھاتی جائے، روحانیت سے دور ہوتا جائے، اور اس کے نزدیک زندگی کا اصل مقصد پیسہ کمانا، مادیت میں ترقی کرنا ہو۔ اس سے آگے وہ سوچنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اور مادے سے باہر کے حقائق کو وہ خرافات سمجھ کر، یا محض ایک توہم پرستی (Superstition) سمجھ کر اس کو چھوڑ دے، یا کم از کم اس کو اہمیت نہ دے۔ اگرچہ نام سے وہ یہ کہے کہ میں مانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، میں مانتا ہوں کہ مرنے کے بعد ایک زندگی آنے والی ہے، میں مانتا ہوں کہ جنت بھی ہے اور جہنم بھی ہے۔ زبان سے ضرور کہہ دے لیکن اس کے دل میں یہ باتیں اتری ہوئی نہ ہوں۔ اس کا دل و دماغ مادے، Material Benefits کی طرف چل رہا ہو، اسی میں وہ ترقی کر رہا ہو، اسی کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہوا ہو۔ چنانچہ سائنس کے علوم کو اس طرح پڑھایا جائے اور اس کا نصاب اس طرح ترتیب دیا جائے اور پڑھانے والے اس کے ذریعے طلبہ کو اس طرح پڑھائیں کہ ان کے ذہن سے یہ باتیں نکلتی جائیں اور وہ مادے کی طرف بڑھتے چلے جائیں۔ اور اگر وہی علوم ہیں لیکن انہیں کوئی صحیح طریقے سے Present کرنے والا اور پڑھانے والا ہے تو وہ اس سے پڑھنے والے کا ذہن دوسرے رخ پر لے جائے گا۔ مثلاً سائنس ہے، ایسٹرونومی ہے، اسے پڑھانے والا اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو اس کی ایک ایک چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کی توحید، اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ، اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے سائنس داں، جو آسمانوں کی خبر لانے والے، وہ خدا کے وجود تک سے منکر ہو گئے، علامہ اقبال نے کہا کہ:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

تو وہی سائنس ہے، مگر اس کو اگر پڑھانے والا اس طرح پڑھاتا ہے کہ یہ چاند اور سورج کی گردشیں مثلاً اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمتِ بالغہ پر نشانیاں ہیں۔ سارا قرآن اس سے بھرا ہوا ہے۔ کہ اس کو حقیقت پسند نگاہ سے دیکھو گے تو تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا وجود نظر آئے گا۔ انسان کا وجود سر سے پاؤں تک یہ پوری ایک کائنات ہے۔ اس کا ایک ایک عضو کائنات ہے۔ اور کس طرح اس کا میکنزم چل رہا ہے۔ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا ہے۔ اگر پڑھانے والا اور تالیف کرنے والا اس نقطہ نظر سے پڑھائے تو انسان کا بالکل نقطہ نظر ہی بدل جاتا ہے۔

تو نہ تو کسی علم میں بے دینی ہے، نہ کسی فن میں بے دینی ہے، نہ کسی زبان میں کوئی بے دینی ہے۔ بے دینی پیدا ہوتی ہے پڑھانے والے سے۔ بے دینی پیدا ہوتی ہے اس نصاب سے جو ان علوم وفنون کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ تو ہونا یہ چاہئے تھا کہ پاکستان بننے کے بعد ہم اپنا نظامِ تعلیم اس طرح استوار کریں جس میں سے وہ زہر نکلے اور جو حقیقت ہے وہ سامنے آئے۔ اور اس علم وفن کو حاصل کرنے والی نسل ایک مسلمان ڈاکٹر، مسلمان انجینئر، مسلمان سائنس دان بن کر ابھرے۔ یہ تھا اصل کام کرنے کا۔ لیکن افسوس ہے کہ آج پینسٹھ سال ہو گئے ہیں اور پاکستان ابھی تک سیاست کے بازی گروں کی بازی گری سے اپنے آپ کو نجات نہیں دلا سکا۔ اس کی وجہ سے یہ نظامِ تعلیم ملکی سطح پر پنپ نہیں پایا۔ (جاری ہے)

اقرأ اسلامک کمیٹی کویت کے خوش آئند اہداف

اقرأ اسلامک کمیٹی بھی کویت کی ان کمپنیوں میں شمار ہوتی ہے جو اسلام کے تعارف اور اس کی دعوت کو عام کرنے اور دوسروں تک اس کے پیغام کو پہنچانے کے لئے سرگرم ہے۔ یہ کمیٹی بھی وزارت اوقاف کویت کے نزدیک قابل اعتبار اور لائق تحسین ہے، اس کا صدر دفتر بھی مسجد ہی میں ہے، "جمعیۃ الاصلاح الاجتماعی" اور "جمعیۃ الشیخ عبداللہ النوری" کی طرف سے اس کا مالی تعاون ہوتا ہے۔ کویت میں سری لنکا کے مسلمانوں کے حالات ان کے اندر دعوتی کام اور اسلام قبول کرنے کی رفتار پر مکمل تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کمیٹی کے صدر محمد مناس نے کہا کہ کویت میں مسلم وغیر مسلم سری لنکائی افراد ایک لاکھ کے قریب ہیں، ان میں پندرہ ہزار مسلم ہیں باقی غیر مسلم۔ اس ایک لاکھ میں کویت میں مقیم عورتوں کی نمائندگی ۶۵ فیصد ہے۔ اقرأ اسلامک کمیٹی کی بنیاد اور وجہ تاسیس پر روشنی ڈالتے ہوئے شیخ مناس نے کہا کہ کویت پر حملہ سے قبل کچھ سرگرم تنظیمیں انفرادی طور پر سری لنکائی لوگوں میں دعوت کا کام کرتی تھیں اور وہ بعض مساجد میں دروس دینی حلقے منعقد کرنے پر اکتفا کرتی تھیں۔ ۱۹۹۲ء میں کویت کی آزادی کے بعد ہم لوگوں نے مشورہ کیا اور ان حضرات میں دعوتی کام کو منظم طور پر انجام دینے کے لئے مستقل ایک کمیٹی کی بنیاد ڈالی، اس طرح اقرأ اسلامک کمیٹی کی تاسیس ہوئی اور یہ کمیٹی سرکاری محکموں اور ہر جگہ سری لنکائی لوگوں میں دعوتی کام کے عنوان سے جانی جاتی ہے۔ کمیٹی کے مقاصد کے تعلق سے شیخ مناس نے کہا کہ یہ نوخیز نسل اور نومسلموں کو خاص طور پر اخلاق حمیدہ سے متصف ہونے، رذائل سے دور رہنے اپنے مادر وطن کے لئے نیک نامی کا ذریعہ بننے اور اچھے اسلامی اخلاق کا نمونہ پیش کرنے اور ان کے مابین دینی دروس، حلقے اور باہر کے داعیوں کے خطابات کروانے اور حج وعمرہ کروانے، ثقافتی مقابلے منعقد کرانے اور ان میں اسلام کے تعارف پر مشتمل کیسٹس، سی ڈیز تقسیم کرنے پر اپنی توجہ صرف کرتی ہے۔ (پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ ۲۵ جنوری ۲۰۱۳ء)

منشیات کے استعمال کے نقصانات

مولانا محمد حنیف جالندھری، ملتان

وطن عزیز پاکستان میں منشیات کے استعمال کا رجحان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے جس کی وجہ سے نوجوان نسل بالخصوص اور پوری قوم بالعموم بری طرح سے متاثر ہورہی ہے۔منشیات کے استعمال کی بنیادی وجہ دین سے دوری، نشہ آور اشیاء کے استعمال کے نقصانات اور وعیدوں سے بے خبری ہے۔حالات کا جبر، بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور روز افزوں مہنگائی بھی اس کا باعث بن رہی ہے لیکن سب سے افسوسناک امر یہ ہے کہ اس وقت منشیات کے استعمال کے بارے میں ہم بعض افسوسناک مخمصوں میں مبتلاء ہیں۔مثال کے طور پر شراب جسے ام الخبائث کہا گیا اس کے عادی افراد کی اجتماعی طور پر صفائی پیش کی جاتی ہے۔انہیں ہر قسم کا تحفظ فراہم کیا جاتا ہے اور جب کبھی بھی منشیات کا تذکرہ ہوتا ہے تو شراب جو دینی، طبی اور معاشرتی ہر حوالے سے سب سے خطرناک ترین نشہ ہے اس کا سرے سے تذکرہ تک نہیں کیا جاتا ۔افیون، چرس اور دیگر منشیات کی ترسیل و تقسیم سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔سگریٹ سازی کی صنعت کو باقاعدہ قانونی حیثیت حاصل ہے لیکن یہ کس قدر مضحکہ خیز امر ہے کہ سگریٹ کی ڈبیہ پر ”خبردار! تمباکو نوشی صحت کے لئے مضر ہے“ جیسا دعظ رقم کیا جاتا ہے لیکن اس سگریٹ سازی کی صنعت کو روکنے یا اس کی خرید وفروخت کے حوالے سے کسی قسم کی سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا۔آج کے دور میں نوجوان نسل حتیٰ کہ لڑکیوں میں بھی شیشہ کا استعمال ایک فیشن بن کر رہ گیا ہے جگہ جگہ شیشہ کلب کھل گئے ہیں اور صرف منشیات کے استعمال ہی نہیں بلکہ دیگر بہت سی خرابیوں اور قباحتوں کے گڑھ بھی ہیں لیکن ان کے خلاف نہ کوئی ایکشن ہوتا ہے اور نہ ہی آپریشن ......میڈیا پر باقاعدہ منشیات کے استعمال کی مختلف حیلے بہانوں سے ترغیب دی جاتی ہے،کبھی سگار نوشی کو امارت کی نشانی باور کروایا جاتا ہے،کبھی سگریٹ نوشی کو پریشانی اور ڈپریشن کا تدارک خیال کیا جاتا ہے،کبھی اس سے ملتے جلتے دیگر مناظر دکھائے جاتے ہیں اور اشتہاری صنعت میں سگریٹ اور دیگر نشہ آور اشیاء کے باقاعدہ اشتہارات چلائے جاتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ ساتھ وزارت انسداد منشیات کو منشیات پر کنٹرول کا ٹاسک بھی سونپا جاتا ہے۔گا ہے یوں لگتا ہے کہ ہمارے ہاں پانی ابالنے کے لئے کسی دیگچی میں ڈال کر چولہے پر چڑھا دیا گیا ہے اور اس کو ٹھنڈا کرنے کے لئے آگ بجھانے کا خیال کسی کو نہیں آتا بلکہ اسے ٹھنڈا کرنے کے لئے وزارت انسداد منشیات کو برف کی ٹکڑیاں اس پانی میں ڈالنے پر مامور کر دیا جاتا ہے۔یاد رہے کہ جب تک منشیات کے استعمال کو رواج اور بڑھاوا دینے والے اسباب کا خاتمہ نہیں کیا جاتا ہے اس وقت تک اس مسئلے کو کنٹرول نہیں کیا جاسکتا اور اسی طرح اگر حکومت کی طرف سے اس معاملے میں سنجیدگی کا مظاہرہ کیا بھی جائے اور اس کے اصل اسباب کے تدارک کا اہتمام بھی ہو تب بھی جب تک زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والوں بالخصوص علماء کرام اور منبر ومحراب کی طرف سے منشیات کی روک تھام کے لئے سنجیدہ کردار ادا کرنے کی ضرورت پر زور نہیں دیا جاتا اس وقت تک اسے کسی طور پر کنٹرول نہیں کیا جاسکتا۔اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ صرف حکومت نہیں بلکہ تمام طبقات بالخصوص میڈیا اور منبر ومحراب منشیات کے استعمال کے رجحانات کو کنٹرول کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔اس سلسلے میں ذیل میں منشیات کے حوالے سے اسلامی احکامات اور پاکستان کی صورتحال کی ایک دھندلی سی تصویر پیش کی جارہی ہے تاکہ اس کی روشنی میں تمام لوگ بالخصوص اہل علم اور اہل قلم اپنی تحریروں ،تقریروں ،خطبات ومواعظ میں اس انسانی ،اسلامی اور طبی مسئلے کو لازمی طور پر موضوع بحث بنائیں۔

منشیات کا استعمال اسلام کی نظر میں

منشیات ایک لعنت ہے جو معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہے ہیں۔اسلامی تعلیمات کی رو سے منشیات سے پرہیز لازم ہے۔قرآن اور حدیث میں ان کے استعمال سے سختی سے روکا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

”اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پاسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔“(۹۰:۵)

اللہ تعالیٰ نے منشیات کو دوسرے خطرناک اور قابل نفرت شیطانی اعمال میں سے گنوایا ہے اور ہمیں ان سے پرہیز کرنے کے لئے کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک دوسری آیت میں فرماتا ہے:

”شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک

دے تو تم کو (ان کاموں سے) باز رہنا چاہئے۔"

(المائدہ: پارہ:۷، آیت ۹۱)

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ یہ کس طرح شیطان کا ایک قابل نفرت عمل ہے کیونکہ منشیات دشمنی کے بیج بونے کے علاوہ آپ کو اپنے اصل مقصد یعنی ذکر الٰہی سے روکتی ہیں اور یہ کہ آپ کا اپنے نفس پر کنٹرول ختم ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منشیات کے بارے میں کئی احادیث منقول ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی شراب پیئے، اس کو درے مارو اور اگر وہ چوتھی بار اس کا ارتکاب کرے تو اسے قتل کرو۔" حضرت جابر رضی اللہ عنہ آگے فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو بعد میں آپ کے سامنے لایا گیا جس نے چوتھی بار شراب پی لی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مارا مگر قتل نہیں کیا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

مندرجہ ذیل احادیث واضح طور پر بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منشیات کی ممانعت کی تھی:

(i) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر نشے والی چیز خمر ہے اور ہر نشے والی چیز حرام ہے جو کوئی اس دنیا میں شراب پیتا ہے اور اسی حالت میں مرتا ہے اور توبہ نہیں کرتا تو وہ اگلے جہاں میں اسے نہیں پیئے گا۔"

(ii) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن سے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شراب کے بارے میں پوچھا جو ایک اناج (جسے مذر کہتے تھے) سے نکالا جاتا تھا اور جسے وہ اپنے ملک میں پیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا اس میں نشہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو کوئی نشہ آور چیز پیئے گا تو ان کو (طینۃ الخبال) پلایا جائے گا۔ انہوں نے پوچھا کہ اللہ کے رسول یہ "طینۃ الخبال" کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنمیوں کا پسینہ یا پیپ۔ (مسلم شریف)

(iii) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شراب پیئے گا، اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں کرے گا اور اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ معاف کرے گا اور اگر وہ دوبارہ پیتا ہے تو اللہ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کرے گا، اور اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا اور اگر وہ پھر پیتا ہے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ اور اگر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے گا۔ اور اگر وہ چوتھی بار پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا اور اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اس کو جہنمیوں کی پیپ کے دریا سے پلایا جائے گا۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، داری)

(iv) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی چیز بڑی مقدار میں نشہ دیتی ہے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

(v) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا روایت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور اور مفتر (اعضا کو بے حس کرنے والا) چیز سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد)

(vi) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی والدین کی نافرمانی کرتا ہے، جوا کھیلتا ہے، صدقہ دینے میں سخت ہے اور عادی شرابی ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (داری)

اس طرح کی متعدد احادیث میں منشیات کی ممانعت آئی ہے اور ان کی قباحت بیان ہوئی ہے۔ اسکالرز اور علماء کرام نے بھی منشیات کے بُرے اثرات پر دنیاوی و مذہبی نقطہ نظر سے روشنی ڈالی ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے کئی اسکالرز سے حشیش استعمال کرنے کے ۱۴۰ دنیاوی اور روحانی نقصانات روایت کئے ہیں۔

ابن سینا کہتے ہیں کہ ان کی بڑی مقدار منی کو خشک کرتی ہے، اور اس طرح آدمی کے جنسی جذبہ کو ختم کرتی ہے۔

ابن بیطار کہتے ہیں کہ لوگوں کے ایک گروپ نے منشیات کا استعمال کیا اور وہ پاگل ہو گئے۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں جو نقصانات شراب میں شامل ہیں اس سے زیادہ حشیش میں شامل ہیں، کیونکہ شراب کے اکثر نقصانات دین کو متاثر کرتے ہیں مگر حشیش دین اور جسم دونوں کو متاثر کرتا ہے۔

الغرض منشیات جرائم ہیں اور ان سے احتراز لازمی ہے یہ لوگوں کی زندگیوں کو جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی طور پر تباہ کرتی ہیں۔

منشیات اور پاکستان کی صورتحال

حقائق اور اعداد و شمار کی روشنی میں

۱:... اگرچہ اس وبا کا اصل منبع ہمارا پڑوسی ملک افغانستان ہے تاہم اس کی منشیات کی پیداوار (ہیروئن) کا تقریباً 44 فیصد پاکستان کے راستے دوسرے ممالک کو اسمگل ہوتا ہے جبکہ اس کا ایک بڑا حصہ (تقریباً 25 فیصد) یہیں پاکستان میں رہ جاتا ہے جس کو ہمارے مقامی لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح سے منشیات کا دھندہ اور اس کا بڑھتا ہوا استعمال ایک وبا اور چیلنج کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ منشیات کے عادی لوگوں میں 60 فیصد لوگوں کی عمر 15 تا 30 سال کے درمیان ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ منشیات کی بڑھتی ہوئی لعنت کس طرح ہماری نوجوان اور آنے والی نسلوں کے لئے زہر قاتل ثابت ہو رہی ہے۔

۲:... پاکستان میں نشہ کے لئے زیادہ تر چرس، کیمیائی ادویات جیسے ڈائیزاپام، ہیروئن اور گٹکا وغیرہ کا استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ نشہ کے عادی

لوگوں کی ایک کثیر تعداد ٹیکہ کے ذریعے ادویات کا استعمال کرتی ہے۔ وہ آپس میں مشترکہ سرنج کا استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے یرقان اور ایڈز کے امراض لاحق ہوجاتے ہیں۔ ایک حالیہ اسٹیڈی سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ پاکستان میں تقریباً ایک لاکھ کے قریب ایچ آئی وی ایڈز کے مریض ہیں جن میں سے 27 فیصد ٹیکہ کے ذریعہ نشہ آور ادویات کا استعمال کرنے والے ہیں۔ ٹیکہ کا استعمال جسم کے اہم اعضاء جیسے گردہ اور جگر وغیرہ کو بھی متاثر کرتا ہے اور ٹیکے کے ذریعے نشہ آور ادویات کا استعمال کرنے والے تھوڑے ہی عرصہ میں معمول کی زندگی گزارنے کے قابل نہیں رہتے۔

۳:... نشہ آور ادویات کا استعمال خواتین میں بھی برابر پھیل رہا ہے۔ وزارت انسداد منشیات کے تحت کرائی گئی ایک حالیہ اسٹیڈی کے مطابق نشے کی عادی خواتین میں 68 فیصد پڑھی لکھی ہیں جبکہ 38 فیصد تو یونیورسٹی اور کالج گریجویٹ ہیں۔ خواتین کو نشہ آور ادویات کی بہم رسانی زیادہ تر ان کے خاوند، والد، سسر، بھائیوں اور ہمسائیوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ ان میں سے 70 فیصد خواتین شوقیہ یا دوستوں کی وجہ سے نشہ کرنے لگی ہیں۔ لڑکیوں اور لڑکوں کے ہاسٹل نشہ بیچنے والوں کے زیادہ شکار ہوتے ہیں جو ان کو ان کی دہلیز پر نشہ آور اشیاء بہم پہنچاتے ہیں۔ شیشے کا استعمال نوجوان نسل کے لئے ایک نئے خطرے کے طور پر سامنے آرہا ہے اور یہ مرد وزن ہر دو میں مقبول ہے۔ گروپ کی صورت میں 40 منٹ تک شیشہ پینا 200 سگریٹ پینے کے برابر دھواں اپنے اندر لے جانے کے برابر ہے۔ تپ دق کے مرض کا پاکستان میں دوبارہ سے پیدا ہوجانے کی ایک وجہ شیشہ کا استعمال بھی ہے۔

۴:... مطالعاتی تجزیہ بتاتا ہے کہ جن نوجوانوں میں درجہ ذیل علامات پائی جاتی ہوں وہ نشہ کی طرف مائل ہوسکتے ہیں:

i) غصیلہ پن۔ ii) اسکول کے امتحانات میں فیل ہونا۔ iii) اسکول سے غیر حاضر رہنا۔ iv) جسمانی ساخت میں تبدیلی آجانا۔ v) سونے کی عادات میں تبدیلی آجانا۔ vi) رقم کی طلب یا معمول سے زیادہ رقم کا پاس ہونا۔ کیونکہ پہلے پہل تو والدین بچے پر توجہ نہیں دیتے اور جب ان کو بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بچہ نشہ آور ادویات کا استعمال کررہا ہے تو وہ اس پر پابندیاں لگادیتے ہیں اور رقم دینا بھی بند کردیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں بچے کے اندر پیسہ اور گھر سے دیگر اشیاء چوری کرنے کی عادت پڑجاتی ہے۔ اس طرح تمام کنبہ متاثر ہوجاتا ہے اور اس کے چھوٹے بہن بھائی بھی بڑے کی نقل کرتے ہوئے نشہ کرنے لگ جاتے ہیں۔

۵:... چونکہ ہمارے قانون نافذ کرنے والے ادارے اور ایجنسیاں گلیوں اور بازاروں میں عام لوگوں تک نشہ آور ادویات کی سپلائی کو کنٹرول نہیں کرسکے اس لئے ہمارا اور کمیونٹی کا فرض بنتا ہے کہ اپنے علاقہ اور قرب وجوار میں نشہ کی ترسیل اور استعمال کرنے والوں پر نگاہ رکھیں اور اس کی خرید وفروخت کو روکیں۔ چونکہ ہمارے مذہب اسلام میں نشہ حرام ہے اس لئے علماء حضرات کی ذمہ داری بھی کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ علماء حضرات جمعہ کے خطبوں کے ذریعے اس پیغام کو عوام تک پہنچا کر ہماری نوجوان نسل کو نشہ کے مضر اثرات سے محفوظ بناسکتے ہیں۔ مساجد کے علماء حضرات سے یہ بھی گزارش ہے کہ وہ والدین کو متنبہ فرمائیں کہ وہ اپنے بچوں کی طرف توجہ دیں اور کچھ وقت ان کے ساتھ بھی گزاریں تاکہ وہ راہ راست پر رہیں اور اپنی تعلیم پر توجہ مرکوز رکھیں۔

اسلامی تعلیمات اور طبی نقصانات کے اس مختصر سے جائزے کے بعد سب سے پہلے تو ہم:

(۱) حکومت سے گزارش کریں گے کہ وہ منشیات کی روک تھام کے لئے مستقل بنیادوں پر پالیسی وضع کرے، دوررس نتائج واثرات کے حامل اقدامات اٹھائے اور منشیات کی کثرت کے اصل اسباب کے تدارک کی فکر کرے اور محض وعظ وتلقین پر اکتفا نہ کرے بلکہ سخت اقدامات اٹھائے۔

(۲) والدین اور بچوں کے سرپرستوں کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اور نگرانی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں اور ان کو دینی تعلیمات بالخصوص منشیات کے استعمال کے نقصانات وعواقب سے ضرور آگاہ کریں۔

(۳) میڈیا اور ذرائع ابلاغ سے وابستہ افراد پر لازم ہے کہ وہ بھی اس سیلاب بلاخیز کو روکنے کے لئے اپنی اور اپنے ذرائع ابلاغ کی حیثیت کو مکمل طور پر استعمال کریں، کسی ٹی وی پروگرام یا ڈرامے وغیرہ کے ذریعے سے کسی طور پر حتی کہ بین السطور میں بھی یہ پیغام نسل نو کی طرف نہیں جانا چاہئے کہ وہ منشیات میں کسی قسم کی دلچسپی کا اظہار کریں۔

(۴) تعلیمی اداروں اور اساتذہ کو چاہئے کہ قوم کے بچے اور بچیاں، ان کا کردار اور ان کا مستقبل ان اداروں اور اساتذہ کے پاس امانت ہوتا ہے وہ اس کی مکمل پاسبانی کا اہتمام کریں اور کوئی ایسا چور دروازہ باقی نہ رہنے دیں جہاں سے کسی کے بچے یا بچی کو نشے کی لت پڑسکے۔

(۵) اور سب سے اہم اور بھاری ذمہ داری حضرات علماء کرام پر عاید ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے علماء کرام کا تمام دینی اور سماجی حلقوں میں ایک خاص مقام ہے۔ لوگ ان کی بات کو بہت اہمیت دیتے ہیں، مستقبل کی قیادت ان علماء کرام کے زیر اثر پروان چڑھتی ہے، اس لئے علماء کرام کو چاہئے کہ وہ اسے دینی فریضہ سمجھتے ہوئے اپنے حلقہ اثر کے مدارس وعلماء، عوام الناس اور منبر ومحراب کو اس لعنت سے چھٹکارے کے لئے استعمال فرمائیں۔ ☆☆

استخارہ: متعلقات و مسائل

مولانا مفتی محمود زبیر قاسمی

آب و گل کا یہ خمیر جسے اللہ رب العزت نے آدم کی شکل میں تشکیل دیا اور علم و دانائی، عقل و فراست کی بنا پر مخلوقات میں اشرف اور اپنا نائب مقرر کیا جو آج چاند و مریخ پر کمندیں ڈالنے اور اسے آدم کا نشیمن بنانے اور اپنے علم و تحقیق کی بنیاد پر مخلوقات کے حقائق سے واقف ہونے اور ان کو اپنے کنٹرول میں کرنے کے لئے کوشاں و سرگرداں ہے، بعض دفعہ معلومات کی وسعت اور وسائل کی بہتات کے باوجود اس کو ایسے امور، واقعات و حادثات کا سامنا ہوتا ہے جس سے اُسے اپنی علمی کم مائیگی اور عقل و دانائی کی محدودیت کا احساس ہونے لگتا ہے اور یہ اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کے باوجود دوسروں کی مدد اور راہنمائی کا محتاج اور منتظر ہو جاتا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ انسان تذبذب کا شکار اور رہبری کا طلب گار ہوتا ہے اور کسی چیز کے اختیار و انتخاب میں پس و پیش میں پڑ جاتا ہے تو شریعت اسے واہی جاہی امور سے بچاتے ہوئے معقول اور پسندیدہ امر ''استخارہ'' کی راہنمائی کرتی ہے۔

مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں اس کی مشروعیت کی حکمت و مصلحت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''زمانہ جاہلیت میں جب کسی کو سفر، نکاح اور خرید و فروخت جیسے اہم امور پیش آتے تو وہ ''استقسام بالازلام'' کرتے، یہ عرب میں رائج ایک طریقہ تھا کہ جب کوئی شخص کسی اہم کام کا ارادہ کرتا اور مستقبل میں اس سے متعلق بہتری یا خسارہ کو معلوم کرنا چاہتا تو وہ خانہ کعبہ کے پاس جاتا اس کے پاس کچھ تیر ہوتے، وہ ذمہ داران تیروں کی مدد سے اس شخص کو اس عمل کے کرنے یا نہ کرنے کی تاکید کرتا، اس طرح کے کچھ اور طریقے بھی خیر و شر کے معلوم کرنے کے لئے ان کے درمیان رائج تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جاہلانہ رسم سے منع فرمایا، کیونکہ اس کی نہ تو کوئی اصل تھی اور نہ کوئی بنیاد بلکہ اس میں کچھ بھلائی نکل بھی جاتی تو وہ بھی اتفاق ہوتی تھی اور چونکہ اس کے بعد یہ لوگ اس کو خدائی حکم اور فیصلہ سمجھ کر عمل کرتے یا ترک کرتے تھے جس میں ایک گونہ اللہ رب العزت پر بہتان بھی تھا تو شریعت نے انسان کی فطری ضرورت اور طبعی میلان و خلجان کو ملحوظ رکھتے ہوئے رب کائنات سے راہنمائی اور استفادہ کا ذریعہ استخارہ کی شکل میں اسے عطا کیا۔'' (حجۃ اللہ البالغۃ: ۲/۱۹)

استخارہ کی حکمت:

استخارہ کی حقیقت اور اس کی روح یہ ہے کہ جب بندہ کسی امر میں متحیر اور متردد ہوتا ہے اور کوئی صاف اور واضح پہلو شرعی اور عقلی، معاشی اور دینی طور پر نظر نہیں آتا اور اس کا علم راہنمائی سے قاصر اور عقل بہتر اور صحیح کے انتخاب سے عاجز ہو جاتی ہے تو یہ بندہ اپنی درماندگی اور بے علمی کا احساس و اعتراف کرتے ہوئے اپنے علیم کل اور قادر مطلق مالک سے راہنمائی اور نصرت کا خواستگار ہوتا ہے اور اپنے معاملہ کو رحیم و کریم ذات کے حوالہ کر دیتا ہے کہ جو آپ کے نزدیک بہتر ہو بس اسی کا فیصلہ اور انتخاب مجھ بندہ کے لئے کر دیجئے۔

استخارہ کی فضیلت:

استخارہ کی فضیلت و اہمیت اور بندوں کو اس کی حاجت و ضرورت کے پیش نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم استخارہ کی تعلیم اسی اہتمام سے فرماتے تھے جس اہتمام سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن کریم کی سورتوں کی تلقین فرمایا کرتے تھے:

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے معاملات میں استخارہ اسی اہتمام سے سکھاتے تھے جس اہتمام سے قرآن کریم کی سورتوں کی تعلیم فرماتے تھے۔'' (بخاری شریف)

ایک دوسری حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''استخارہ کرنے والا کبھی ناکام و نامراد نہیں ہوتا۔''

کیونکہ اس نے اپنی معاملہ کو ایسی ذات کے سپرد کیا ہے جو ماں سے زیادہ شفیق و مہربان اور باپ سے زیادہ مصلحتوں اور حکمتوں پر نظر رکھنے والا ہے اور خیر خواہ ہے، اگر ایسی رحیم و کریم ذات سے بھی جس کی جود و سخا اور شفقت و محبت کی نہ تو کوئی عدیل ہے اور نہ مثیل، کوئی استفادہ نہ کرے تو اس کی حرماں نصیبی میں

کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"آدمی کی بدبختی کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا چھوڑ دے۔"

استخارہ کا مسنون طریقہ:

استخارہ کا طریقہ جو احادیث شریفہ میں وارد ہوا ہے، جو سنت کی برکتوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی نورانیوں سے معمور ہے، ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے: سنن و مستحبات کی رعایت کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھے پھر خوب اللہ رب العزت کی تعریف و تحمید کرے، اس کے بعد استخارہ کی یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ۔"

(بخاری شریف، حدیث نمبر:۱۱۶۲)

"یا اللہ! میں آپ سے خیر چاہتا ہوں بوجہ آپ کے علم کے اور قدرت طلب کرتا ہوں آپ سے بوجہ آپ کی قدرت کے اور مانگتا ہوں میں آپ سے آپ کے بڑے فضل میں سے کیونکہ آپ قادر ہیں اور میں عاجز ہوں اور آپ عالم ہیں اور میں جاہل ہوں اور آپ علام الغیوب ہیں۔ یا اللہ! اگر آپ کے علم میں یہ کام بہتر ہے میرے لئے دین میں اور میری معاش میں اور میرے انجام کار میں تجویز کر دیجئے اور آسان کر دیجئے اس کو میرے لئے پھر برکت دیجئے، میرے لئے اس میں اور اگر آپ کے علم میں ہو کہ یہ کام برا ہے، میری لئے میرے دین میں اور معاش اور میرے انجام کار میں تو ہٹا دیجئے اس کو مجھ سے اور ہٹا دیجئے مجھ کو اس سے اور نصیب کر دیجئے مجھ کو بھلائی جہاں کہیں بھی ہو، پھر راضی رکھئے مجھ کو اس پر۔"

جب "ھذا الامر" پر پہنچے تو جس کام کے لئے استخارہ کر رہا ہے اس کا خیال کرے۔

فقہاء و محدثین فرماتے ہیں کہ استخارہ کی دعا پوری کرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر باوضو سو جائے۔

(شامی:۱/۳۷۱)

علامہ نوویؒ اور امام غزالیؒ نے پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنے کی بات بھی کہی ہے۔(عمدۃ القاری:۳/۲۲۵)

ملا علی قاریؒ نے اس کے علاوہ پہلی رکعت میں: "وربک یخلق مایشاء ویختار" (القصص) اور دوسری رکعت میں: "ما کان لمومن ولا مومنة" (الاحزاب) پڑھنے کا معمول بھی نقل کیا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح:۳/۲۰۶)

اگر کسی شخص کو کوئی کام اچانک پیش آجائے اور اسے اتنی مہلت نہ ہو کہ وہ مذکورہ بالا طریقہ پر استخارہ کر سکے تو وہ صرف دعا پر بھی اکتفا کر سکتا ہے۔

(اصلاحی خطبات:۱۰/۱۳۹)

استخارہ کا نتیجہ:

یہ ایک اہم مسئلہ ہے، اس سلسلہ میں لوگ عموماً پریشانی اور الجھن کا شکار رہتے ہیں کہ استخارہ تو کر لیا گیا، لیکن ان پہلوؤں میں سے کس پہلو کا انتخاب ہمارے حق میں نافع اور کامیابی کا ضامن ہوگا، اس کو کیسے پہچانا اور جانا جائے اور کن علامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انتخاب اور عمل درآمد کیا جائے؟ اس سلسلہ میں دو طرح کی رائے ملتی ہیں:

۱:... ایک یہ ہے کہ نفس استخارہ کافی ہے اور اسی پر اعتماد کرتے ہوئے آدمی جس کسی پہلو کو اختیار کرے گا، انشاء اللہ! خیر اسی میں ہوگی، کیونکہ استخارہ ایک دعا ہے، بندہ اپنے پروردگار سے استخارہ کے ذریعہ درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے حق میں خیر اور بھلائی کو مقدر فرمائے تو ضرور اللہ اس کے حق میں بہتری اور اس کے حال کے مناسب امر کو اس کے لئے منتخب اور سہل فرما دیتے ہیں۔

۲:... دوسری بات یہ ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد دل کا میلان اور رجحان جس پہلو پر ہو اسی کو اختیار کرنا چاہئے، اس رائے کی تائید ایک ضعیف حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس کو ابن السنیؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے:

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اپنے سے سات دفعہ استخارہ کر لو پھر جس چیز کی طرف تمہارا ذہن متوجہ ہو اسی کی طرف توجہ کرو، کیونکہ خیر اسی میں ہے۔" (معارف السنن)

علماء کی ایک بڑی تعداد کا رجحان بھی اسی رائے کی طرف معلوم ہوتا ہے اور انہوں نے اس رائے کو اختیار کیا ہے۔ (دیکھئے عمدۃ القاری:۳/۲۲۵، مرقاۃ المفاتیح:۳/۲۰۶، بذل المجہود:۲/۳۶۶، معارف السنن:۴/۲۷۸، بحرالرائق:۲/۵۲، شامی:۱/۴۶۱، اعلاء السنن:۷/۳۲، معارف الحدیث:۳/۳۶۵)

استخارہ میں خواب دیکھنا ضروری نہیں، اگر کسی کو خواب آجائے تو یہ اس کے قلبی رجحان کے لئے

مددگار ثابت ہوگا، چنانچہ مشائخ اس سلسلہ میں کہتے ہیں کہ اگر کوئی خواب میں سفید یا سبز رنگ کی چیز دیکھ لے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس معاملہ میں خیر ہے اور اگر کالا یا سرخ رنگ دیکھ لے تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس کام سے اجتناب اور پرہیز کرے۔ (معارف السنن:۴/۲۷۸)

استخارہ کن اُمور میں کیا جائے؟:

استخارہ ایسے معاملوں میں کیا جائے گا جس کے مفید اور درست پہلو سے انسان واقف نہ ہو، اگر وہ معاملہ ایسا ہو جس کی بھلائی سے انسان واقف ہو جیسے عبادت اور دیگر احکام شرعیہ یا پھر اس کی بُرائی اس پر واضح ہو مثلاً گناہ کے کام اور منکرات تو ان امور میں استخارہ کی حاجت ہے ہی نہیں، کیونکہ صحیح یا غلط تو واضح اور ظاہر ہے، استخارہ جائز اور مباح چیزوں میں کیا جائے گا، نیز ایسے واجبات میں بھی کیا جاسکتا ہے جس میں وقت اور کیفیت کی کوئی قید نہ ہو تو ان کے وقت اور کیفیت کے سلسلہ میں استخارہ کیا جاسکتا ہے۔ (حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح، ص:۳۹۸)

دوسری بات یہ ہے کہ ہر جائز اور مباح کام میں بھی استخارہ نہیں کیا جائے گا، بلکہ ایسے امور میں استخارہ کیا جائے گا جو کبھی کبھار پیش آتے ہیں اور جس کے لئے اہتمام بھی کیا جاتا ہو جیسے سفر، نکاح وغیرہ لیکن ایسے امور کا جو ہمیشہ لاحق رہتے ہوں اور ان کے لئے کوئی اہتمام بھی نہ کیا جاتا ہو مثلاً عادتاً کھانے اور پینے کی چیزیں تو ان امور میں استخارہ نہیں کیا جائے گا۔ (بذل المجہود شرح ابی داؤد، ۲/۳۶۶)

نمازِ استخارہ کن اوقات میں پڑھی جائے:

احادیث شریفہ میں نمازِ استخارہ کے لئے کوئی خاص وقت وارد نہیں ہوا، لہٰذا نمازِ استخارہ ان اوقات کے علاوہ جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، کسی بھی وقت ادا کی جاسکتی ہے۔ (مرقاۃ المصابیح:۳/۲۰۶، عمدۃ القاری:۴/۲۲۳)

علامہ ابن عابدین شامیؒ نے شرح الشرعیہ کے حوالہ سے مشائخ سے سنی ہوئی یہ بات نقل کی ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد باوضو سو جائے، اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نمازِ استخارہ سونے سے قبل ادا کرنا مجرب اور نافع ہے۔

(شامی:۱/۴۴۱، معارف السنن:۴/۲۷۸)

استخارہ میں تکرار:

اگر کسی کو ایک مرتبہ استخارہ کرنے سے کسی ایک پہلو پر دلی رجحان حاصل نہ ہو تو ایسا شخص رجحان حاصل ہونے تک استخارہ کرتا رہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ نے امام نوویؒ کی کتاب الاذکار سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انسان تین مرتبہ استخارہ کرے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ دعائیں کرنا ثابت ہے۔ (عمدۃ القاری:۴/۲۲۵)

بعض حضرات علماء نے حضرت انسؓ سے مروی روایت کی بناء پر سات مرتبہ استخارہ کرنے کو پسند کیا ہے۔ (بذل المجہود:۲/۳۳۳)

لہٰذا اگر کسی کو دلی میلان حاصل نہ ہو تو وہ تین مرتبہ استخارہ کرے، اگر پھر بھی دلی میلان حاصل نہ ہو تو سات مرتبہ کرلے اور سات مرتبہ کرنا بہتر ہے، کیونکہ سات میں تین داخل ہے، لیکن اگر کوئی تین ہی مرتبہ کرے تو اس کو سات تو نہیں مل سکتا، لہٰذا ایسے انداز پر عمل کرنا جس میں دونوں صورتیں مل جائیں اور دونوں طرح کی آراء پر عمل ہوجائے زیادہ مناسب ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اگر اس کام میں تاخیر کی گنجائش ہو تو جب تک دل کا جھکاؤ کسی ایک پہلو پر نہ ہوجائے، استخارہ کرتا رہے۔ (عمدۃ القاری:۴/۲۲۵)

نتیجہ استخارہ کا شرعی حکم:

استخارہ کرنے کے بعد جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے اس پر عمل کرنا نہ تو واجب ہے اور نہ ہی سنت، لیکن اگر کسی ایک جانب پورا رجحان ہوجائے اور اس میں اپنی ذاتی خواہش کا کوئی دخل نہ ہو تو اس صورت میں اس چیز کو اختیار کرلے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حق میں جو چیز متعین و مقدر کی ہوگی وہ ہمارے حق میں ضرور بہتری ہوگی۔ (دیکھئے امداد الفتاوی:۱/۵۹۹، ۶۰۱)

کسی شخص کا دوسرے کے لئے استخارہ کرنا:

بندہ اپنی ناقص تلاش و جستجو کے بعد لکھتا ہے کہ احادیث میں کسی اور سے استخارہ کروانے کا کہیں ذکر نہیں ملتا، اس سلسلہ میں بندہ نے جن اکابر علماء سے رجوع کیا، ان حضرات نے بھی کسی کتاب میں اس مسئلہ کے موجود ہونے سے متعلق اپنی لاعلمی کا اظہار فرمایا۔ البتہ بعض حضرات علماء کا خیال یہ ہے کہ اس کی اجازت ہونی چاہئے، دلیل یہ ہے کہ استخارہ میں بندہ اللہ رب العزت سے خیر اور بھلائی کا خواستگار ہوتا ہے جو کہ ایک دعا ہے اور دعا کی درخواست کسی سے بھی کی جاسکتی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔

درحقیقت استخارہ طلب خیر ہی کا نام ہے اور دعا جس طرح خود کرسکتا ہے اسی طرح دوسروں سے بھی کرواسکتا ہے لیکن جب ہم استخارہ سے متعلق احادیث پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود استخارہ کے ضرورت مند کو اس بات کا حکم فرمارہے ہیں کہ وہ استخارہ کرے، چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود استخارہ کرنے کی بات کہی۔ (مسند احمد:۲۳۴۹۱)

نیز حضرات صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا ہو کہ آپ ہمارے لئے استخارہ فرمادیں، اس کا بھی بندہ کو کوئی ثبوت نہیں مل سکا اور نہ فقہاء نے ہی اس طرح کی بات کی کہ کوئی غیر کسی کے لئے استخارہ کررہا ہو تو اس وقت وہ متکلم کے صیغوں کی جگہ کیا کہے۔

اس سے کم از کم یہ معلوم ہوتا ہے کہ "استخارہ

عن الغیر "... کسی دوسرے کا استخارہ کرنے... کا اسلاف میں کوئی وجود نہ تھا یا یہ کہ وہ کسی نہ کسی اعتبار سے معاملہ سے متعلق ہوتے تھے، اس صورت میں درحقیقت یہ "استخارہ عن الغیر "(کسی دوسرے کا استخارہ کرنا) نہیں بلکہ "استخارہ عن النفس "(خود ضرورت مند کا استخارہ) ہو جائے گا، لہٰذا بعض حضرات علماء کرام نے یہ نقطۂ نظر بھی بیان کیا ہے کہ "استخارہ عن الغیر "درحقیقت "استخارہ عن النفس "ہے کیونکہ وہ شخص اس معاملہ کو کسی اعتبار سے اپنے سے جوڑ کر ہی استخارہ کرتا ہے۔ لہٰذا وہ اسی کی ذات کے لئے استخارہ ہوا، مثلاً والدین جب اپنی اولاد کی شادی کے سلسلے میں استخارہ کریں گے تو ان کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ مدِمقابل ہماری اولاد کے لئے مناسب ہوگا کہ نہیں؟ ہمیں اس معاملہ میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے، اس کو قبول کرنا ہمارے حق میں بہتر ہوگا یا رد کرنا، اس معاملہ میں خود ان کی ذات تردد کا شکار ہے اور استخارہ تردد کے لئے ہے، دوسرے نقطۂ نظر کے اعتبار سے استخارہ کرنے والا کسی نہ کسی درجہ میں بذات خود اس معاملہ سے متعلق اور اس میں متردد ہو، ایسا نہ ہو کہ کسی ایسے شخص سے جس کا اس معاملہ سے کوئی تعلق ہی نہ ہو، استخارہ کروائے۔

موجودہ حالات کے تناظر میں اس سلسلہ میں ایک مسئلہ بہت اہمیت کا حامل ہو گیا ہے، وہ یہ ہے کہ لوگ فون یا دیگر مواصلاتی ذرائع سے کسی بزرگ یا مذہبی شخصیت سے اپنے کام کے متعلق استخارہ کی درخواست کرتے ہیں اور وہ بزرگ یا صاحب اس مسئلہ پر غور کام کو سننے کے فوراً بعد ہی اپنا جواب مرحمت فرما دیتے ہیں جیسا کہ کئی ٹی وی پاکستان میں یہ طریقہ رائج ہے، اس کی دو کیفیتیں ہو سکتی ہیں:

ا:... ایک تو یہ کہ بغیر کسی طلب خیر کی دعا اور توجہ الی اللہ فوراً ہی جواب دے دیا جائے تو اس صورت کو استخارہ نہیں کہا جائے گا، کیونکہ استخارہ اللہ سے اپنے حق میں بھلائی اور خیر کے مقدر کرنے کو مانگنے کا نام ہے اور یہاں اللہ سے مانگنا پایا ہی نہیں گیا تو اس کو استخارہ کیسے کہا جائے گا، بلکہ اگر کوئی شخص اس عمل کے بعد یہ عقیدہ اور اعتقاد رکھے کہ میرے معاملہ میں انتخاب اور فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے تو یہ افتراء علی اللہ (اللہ پر بہتان باندھنا) ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا، چنانچہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اللہ رب العزت سے خیر اور بھلائی مانگے بغیر اپنے آباؤ اجداد کے متعین کردہ خیر وشر کے چند معیارات کی بنیاد پر اس معاملہ کو فیصلہ کر لیتے اور اس کو اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں کہ مجھے میرے رب نے یہ کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ:۲/۱۹)

۲:... دوسری کیفیت یہ ہو سکتی ہے کہ جواب تو فوراً ہی دیا جاتا ہو، لیکن سائل کو کسی ایک متعینہ صورت کے منتخب کرنے کے متعلق جواب دینے سے قبل اللہ سے خیر اور بھلائی کی دعا مانگ لی جاتی ہو یہ صورت پہلی صورت کے مقابلہ میں کسی حد تک درست تو ہے لیکن اس میں دو طرح کی خرابیاں ہیں:

الف:... ایک تو یہ کہ آپ کے دل کا نفسانی دباؤ سے بچتے ہوئے کسی ایک طرف مائل ہونا جواب دینے کے لئے ضروری ہے اور ایسا ہر مرتبہ اور ہر سوال کے جواب میں ہونا ضروری نہیں ہے ورنہ تین دفعہ اور سات مرتبہ استخارہ کی بات کیوں آتی جبکہ کوئی بھی معاملہ استخارہ کے بعد ایک ہی لمحہ میں حل ہو جاتا؟

ب:... دوسری بات یہ ہے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول استخارہ کے طریقہ کے مطابق نہیں ہے۔ اس رواج کے عام ہونے کی وجہ سے ایک خرابی یہ بھی پیدا ہوگئی ہے کہ لوگ بذات خود استخارہ کرنے کے بجائے دوسروں سے استخارہ کروانے کو ہی شرعی طریقہ سمجھنے لگے ہیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور صحابہ کرامؓ کا معمول خود ضرورت مند شخص کے استخارہ کا تھا۔

بہر حال مناسب اور مسنون عمل یہ ہے کہ انسان خود استخارہ کرے، اگر کوئی معاملہ بہت اہم ہو اور کسی پہلو پر میلان بھی نہ ہو رہا ہو یا نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو تو پھر ایسے لوگوں سے جو اس معاملہ سے کسی نہ کسی حد تک متعلق ہوں اور ان کی بزرگی وشرافت بھی مسلم ہو، استخارہ کروایا جا سکتا ہے اور ان حضرات کو بھی چاہئے کہ استخارہ اس طریقہ پر کریں، جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم دی ہے۔

☆☆..............☆☆

تاجکستان میں اسلام اور مسلمانوں کا بڑھتا ہوا دائرہ

تاجکستان میں ایک بار پھر انسانی حقوق کے خلاف قوانین نافذ کئے جا رہے ہیں، اسی طرح کا ایک قانون یہ نافذ کیا گیا ہے کہ ۱۸ سال سے کم عمر کے بچے مساجد نہیں آ سکتے اور نہ ہی وہ مساجد کے اندر دینی شعائر ادا کر سکتے ہیں، حکومت کے اس عمل کو تجزیہ نگاروں نے انسانی حقوق کے خلاف قرار دیا ہے اور اس پر نکتہ چینی کی ہے۔ امریکی اخبار "نیو یارک ٹائمز" کے مطابق تاجکستان کی حکومت اسلام اور اسلامی تعلیمات سے سخت خائف ہے اور وہ اسلام کے غالب آنے سے بڑی پریشانی میں ہے۔ اخبار نے مزید لکھا ہے کہ تاجکستان میں حجاب، داڑھی، اسلامی لباس اور مصلے وجائے نماز کی دکانیں اور اسلامی شعائر کی تصاویر والی گھڑیاں بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں، اسی کے ساتھ حکومت کے افراد اور کارندے دینی خطابات سے روکتے، اسلامی ویب سائٹس اور خاص مساجد کو بند کرنے اور خطبہ جمعہ پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں، اس سلسلہ میں حکومت نے اسلامی غلبہ کو روکنے کے لئے دوسرے ممالک کی اسلامی جامعات میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء سے ملک واپس آنے کی درخواست کی ہے۔ (پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ، ۲۵؍جنوری ۲۰۱۳ء)

لاہور میں قادیانیوں کا ایک اور تبلیغی مرکز پکڑا گیا

اسلام پورہ سے بڑی تعداد میں گمراہ کن لٹریچر، حاضری رجسٹر، بیعت فارم اور ورغلائے گئے مسلمانوں کے کوائف برآمد، چار افراد گرفتار کرلیے گئے ''الفضل'' اخبار کے ایڈیٹر عبدالسمیع کی گرفتاری کا عدالتی حکم جاری، پنجاب میں نگران حکومت کے بعد قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں بڑھ گئیں: ذرائع

امت رپورٹ: سیف اللہ خالد

پنجاب میں نگراں حکومت کے بعد قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیاں بڑھ گئی ہیں۔ قادیانی خفیہ کے بجائے اب اعلانیہ ممنوعہ لٹریچر تقسیم کرنے لگے۔ قادیانی چارہ جوئی کرنے والے مسلمانوں کو دھمکیاں دینے کے علاوہ تعاقب کا سلسلہ بھی شروع کردیا گیا۔ لاہور کے علاقے اسلام پورہ میں مقامی مسلمانوں کے ساتھ تصادم ہوتے ہوتے رہ گیا۔ امت کو دستیاب اطلاعات کے مطابق قادیانی جماعت کا توہین رسالت وتوہین اسلام اور ارتدادی مواد پر مشتمل لٹریچر جس میں ان کا اخبار ''الفضل'' اور مرزا قادیانی کی تمام کتب اور دیگر تبلیغی رسائل و جرائد شامل ہیں، چھاپنا، تقسیم کرنا یا بیچنا آئین کی رو سے جرم قرار دیا جاچکا ہے۔ قادیانی جماعت کے اخبار الفضل کو پنجاب کے ہوم سیکریٹری نے ۲۶ راکتوبر ۲۰۱۱ء کو اپنے آرڈر نمبر (IS111)615210 کے تحت بین کررکھا ہے، مگر قادیانی جماعت خفیہ طریقے سے نہ صرف یہ لٹریچر تقسیم کرتی ہے بلکہ خفیہ طور پر تبلیغی ارتدادی مراکز بھی قائم کررکھے ہیں۔ نگراں حکومت قائم ہونے کے بعد سے اس توہین آمیز لٹریچر کی تقسیم سر عام ہونے کی شکایت موصول ہوئی ہیں، جس پر اسلام پورہ پولیس نے چھاپہ مار کر چار قادیانیوں کو گرفتار کرلیا، جبکہ انسداد دہشت گردی عدالت نے دو کی گرفتاری کا حکم جاری کردیا ہے۔ واقعے کی تفصیل بتاتے ہوئے مقدمے کے مدعی حسین معاویہ نے بتایا ہے کہ قادیانی اخبار ''الفضل'' کی لاہور میں غیر قانونی تقسیم کا کام کافی عرصے سے جاری ہے اور لاہور میں قادیانیوں کی سرگرمیاں بند کروانے کے لئے پُرامن کوششیں فروری ۲۰۱۲ء سے شروع ہیں۔ جس کے مطابق لاہور کی اخبار مارکیٹ میں ''دارالذکر احمدیہ'' کے نام سے ایک دکان بنائی گئی تھی، جہاں پر ''الفضل'' ہاکروں کے ذریعے تقسیم کیا جاتا تھا۔ مسلمانوں کی جانب سے دباؤ ڈالنے اور مذاکرات کرنے کے بعد لاہور کی اخبار مارکیٹ انتظامیہ نے اگست ۲۰۱۲ء میں یہ دکان ختم کرادی، جس پر خدام احمدیہ کے لڑکے اخبار مارکیٹ کے باہر فٹ پاتھ پر رکھ کر ''الفضل'' فروخت کرنے لگے، مگر جلد ہی یہاں سے بھی اخبار مارکیٹ انتظامیہ نے انہیں بھگادیا، اس پر اگست کے آخر میں دو پراڈو اور تین دیگر گاڑیوں پر مشتمل قادیانی جماعت کا ایک وفد اخبار مارکیٹ انتظامیہ سے ملا اور انہیں کہا کہ وہ مولویوں کی پروا نہ کریں، پولیس کو وہ سنبھال لیں گے، مگر انتظامیہ نے ان کی یہ بات ماننے سے انکار کردیا۔ اس کے بعد سے خدام احمدیہ کے لڑکے خفیہ طور پر یہ اخبار تقسیم کررہے تھے، لیکن نگراں حکومت بننے کے بعد ان کی یہ کارروائیاں اس حد تک بڑھ گئیں کہ انہوں نے بعض جگہ چوراہوں پر نہ صرف یہ اخبار تقسیم کرنا شروع کردیا بلکہ مسلمانوں کو اپنے ارتدادی تبلیغی مراکز پر آنے کی دعوت بھی دینے لگے۔ حسن معاویہ نے بتایا کہ نہ صرف اخبار مفت تقسیم ہونا شروع ہوا بلکہ اس کے ساتھ ہی اخبار میں ایسی لغو تحریریں مراز مسرور کی جانب سے شائع ہونے لگیں، جن کا مقصد عام سادہ لوح مسلمانوں کو عشق رسول کے نام پر گمراہ کرکے قادیانیت کی طرف راغب کرنا شامل تھا۔ مثال کے طور پر حسن نے بتایا کہ مرزا قادیانی پر ایمان لانے والے مرزائیوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ جھوٹ لکھا گیا کہ:

> ''حضرت محمدؐ نے ایک شخص کے
> خواب میں آکر مرزا کو ماننے کا حکم دیا
> اور نہ ماننے والوں پر لعنت کی۔''
>
> (استغفراللہ)

ان جھوٹی اور پُرفریب داستانوں کے سبب عام مسلمانوں کے گمراہ ہونے کے خوف سے حسن اور اس کے ساتھیوں نے تھانہ گلشن راوی میں الفضل کی تقسیم کے خلاف درخواست دی، مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ بالآخر ۱۰ راپریل کو جب اسلام پورہ میں طارق بلڈنگ کے قریب خالد اشفاق اور اس کے ساتھی الفضل تقسیم کررہے تھے تو مقامی نوجوانوں طاہر محمود اور عمران علی نے ۱۵ پر کال کرکے پولیس کو بتایا، جس

پر محمد یاسین اور توقیر نامی اہل کار گاڑی نمبر LHO-111 پر آئے اور انہوں نے خالد اشفاق ولد محمد اشفاق، طاہر احمد ولد عبدالسعید شاہ، فیصل احمد طاہر ولد طاہر احمد، اظہر ظریف ولد ظریف قوم جٹ کو موقع سے گرفتار کرلیا۔ اس وقت ان کے قبضے سے الفضل کے علاوہ میگزین انصار اللہ خالد، میگزین تشحیذ الاذہان اور کتاب روحانی خزائن، برآمد کرکے نہ صرف مقدمہ درج کرلیا گیا، بلکہ ۱۱/اپریل کو انہیں انسداد دہشت گردی نمبر۲ کی عدالت میں پیش کرکے ریمانڈ بھی لے لیا۔ پولیس ذرائع کا دعویٰ ہے کہ ریمانڈ کے دوران ملزموں کی نشاندہی پر اسلام پورہ میں طارق بلڈنگ کے عقب میں ایک شخص طاہر کے گھر میں قائم ارتدادی مرکز پر چھاپہ مارا تو وہاں سے بے شمار کتابیں، قادیانیوں کی حاضری رجسٹر، بیعت فارم گمراہ کیے گئے مسلمانوں کے کوائف اور جن مسلمانوں کو ابھی ابتدائی مرحلے میں دھوکا دیا جارہا ہے، ان کے کوائف بھی برآمد ہوئے۔ پولیس نے ایف آئی آر نمبر 510/13 تھانہ اسلام پورہ لاہور کے تحت تمام گرفتار ملزمان خالد اشفاق، طاہر احمد، فیصل احمد، اظہر ظریف سے تفتیش مکمل کرکے انسداد دہشت گردی عدالت نمبر۲ میں گزشتہ روز پیش کردیا، جہاں عدالت نے شریک ملزم اور ایڈیٹر الفضل عبدالسمیع اور منیجر طاہر مہدی، امتیاز احمد وڑائچ کی گرفتاری کے لئے عدالت سے استدعا کی، جس پر عدالت نے گرفتار ملزموں کو جیل بھیجتے ہوئے پولیس کو حکم دیا ہے کہ ایڈیٹر اور منیجر کو چنیوٹ، چناب نگر گرفتار کرکے شامل تفتیش کیا جائے۔ مقدمے کے مدعی حسن معاویہ نے امت کو بتایا کہ گزشتہ روز عدالت میں سماعت کے دوران اور سماعت کے بعد قادیانی وکلا نے انہیں عدالت میں دھمکیاں دیں اور کہا کہ تم جانتے نہیں کہ کتنا نقصان اٹھانا پڑے گا۔ بعدازاں عدالت سے نکلتے ہوئے قادیانی جماعت کے کارکن مدعی اور ان کے ساتھیوں کی تصویریں اور ویڈیوز بناکر انہیں ہراساں کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ حسن معاویہ کا دعویٰ ہے کہ جب سے یہ مقدمہ شروع ہوا ہے، کچھ لوگ ان کا پیچھا کرتے پائے گئے ہیں، جس پر انہوں نے تھانہ مصطفی ٹاؤن میں درخواست دے دی ہے اور پولیس اس کی تفتیش بھی کررہی ہے۔ لاہور سے دستیاب اطلاعات کے مطابق قادیانی جماعت کی ذیلی تنظیم خدام احمدیہ کے لڑکوں نے ملت پارک طارق بلڈنگ کے علاقے میں جاکر لوگوں کو دھمکیاں دیں، جس پر مقامی لوگوں نے اشتعال میں آنے کی بجائے ۱۵ پر کال کرکے پولیس کو طلب کرلیا، جس پر معاملہ رفع دفع ہوگیا، مگر اگلے روز وہی لوگ ایک بار پھر وہاں جا پہنچے جس پر علاقہ ایس ایچ او نے خود ملت پارک کی گلی نمبر۲ میں جاکر حالات کا جائزہ لیا اور وہاں پولیس چوکی قائم کرکے آٹھ اہلکار کی ڈیوٹی لگادی۔ ملت پارک کے لوگوں نے ایس ایچ او کی موجودگی میں اعلان کیا ہے کہ وہ قانون پسند شہری ہیں، لیکن اگر دوبارہ وہ لوگ علاقے میں آئے اور پولیس نے انہیں نہ روکا تو حالات خراب ہونے کی ذمہ داری انتظامیہ اور نگراں پنجاب حکومت پر ہوگی۔

(روزنامہ امت کراچی، ۱۶/اپریل ۲۰۱۳ء)

تربیتی نشست حب چوکی شہر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ حب چوکی شہر کے زیر اہتمام جمعرات ۲۹/جمادی الاول ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۱/اپریل ۲۰۱۳ء بعد نماز مغرب مرکزی جامع مسجد حب چوکی میں خصوصی ختم نبوت تربیتی نشست کا انعقاد ہوا۔ مولانا محمد، حافظ امان اللہ اور دیگر احباب کی محنت سے یہ پروگرام ترتیب دیا گیا۔ اس نشست میں بڑی تعداد میں اہل علاقہ، علماء کرام، طلبا اور عامۃ الناس نے شرکت کی اور جامع مسجد کا اندرونی ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ جامعہ فاروقیہ کے متعلم حافظ محمد انس نے تلاوت کی اور حافظ کرامت اللہ نے ترانہ ختم نبوت پیش کیا جبکہ نظامت کے فرائض حافظ امان اللہ نے سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن نے اس تربیتی نشست میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہر دور میں امت مسلمہ نے تحفظ ختم نبوت کے لئے بے مثال قربانیاں دی ہیں، یہ قربانیاں ہمیں بھی دعوت فکر وعمل دے رہی ہیں کہ ہم بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی خدمات پیش کریں۔ مہمان خصوصی مولانا مفتی فیض الحق نے اپنے خطاب میں کہا کہ: ’’عقیدۂ ختم نبوت ہر مسلمان کا ایمان ہے، یہ دین اسلام کی اساس وبنیاد ہے، یہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازی وصف ہے، اس کی حفاظت ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، یہ تحفظ دنیا میں حصول سعادت وزیارت نبوی اور آخرت میں حصول شفاعت نبوی کا ذریعہ ہے۔ یہ تحفظ جنت کی ضمانت ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے لئے اللہ تعالیٰ خوش بخت اور سعادت مند انسانوں کا انتخاب کرتا ہے۔‘‘ اس مرکزی جامع مسجد کے امام وخطیب بزرگ عالم دین مولانا مفتی کفایت اللہ کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

قضائے حاجت سے متعلق شرعی احکام

آخری قسط

مفتی محمد راشد ڈسکوی

قبلے کی طرف بنے ہوئے بیت الخلاء کا حکم:

اگر کسی گھر میں بیت الخلاء قبلہ رُو بنا ہوا ہو تو اہلِ خانہ پر لازم ہے کہ اسے گرا کے درست سمت بیت الخلاء بنائے، بصورتِ دیگر! اگر اُسے گرانا ممکن نہ ہو تو اس بیت الخلاء کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر اُس بیت الخلاء میں ہی اپنا رُخ بقدرِ امکان قبلہ کی طرف سے پھیر کر بیٹھے تو ٹھیک ہے، چاہے تھوڑا سا ہی رُخ پھیر لیا جائے، کافی ہے۔

دودھ پیتے بچوں کے لئے استقبالِ قبلہ کا حکم:

والدہ یا ہر ایسا شخص جو بچوں کو قضائے حاجت کروائے، اس کے لئے ان بچوں کو لے کر قبلہ کی طرف رُخ کر کے بیٹھنا یا قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھنا جائز نہیں ہے، بلکہ وہ بھی شمالاً یا جنوباً بیٹھ کے قضائے حاجت کروائیں۔

مریض کے لئے استقبالِ قبلہ اور استدبارِ قبلہ کا حکم:

جو شخص بوجہ مرض کے خود اپنا رُخ بدلنے پر قادر نہ ہو تو اس شخص کے تیماردار قضائے حاجت کے وقت اس کو ایسے طریقے سے اٹھائیں یا لٹائیں کہ بوقتِ قضائے حاجت اس کا رُخ یا پیٹھ قبلہ کی طرف نہ ہو، اسی طرح ہسپتالوں میں بھی انتظامیہ کو چاہیے کہ مریضوں کے بیڈ/بستر قبلہ رُخ پر حتی الوسع بچھانے سے گریز کریں، بصورتِ دیگر اگر مریض اپنا رُخ قبلہ کی طرف سے پھیرنے پر قادر نہ ہو تو یہ شرعاً معذور سمجھا جائے گا اور اُسے بوجہ قبلہ رُخ ہونے کے گناہ نہیں ہوگا۔

بیت الخلاء جاتے ہوئے سر ڈھانپ کے جانے کا حکم:

بیت الخلاء جاتے ہوئے سر ڈھانپ کے جانا بھی سنت ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے تو اپنے سر کو ڈھانپ لیتے تھے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: "كان رسول الله ﷺ إذا دخل الخلاء، غطى رأسه." (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الطهارة، باب تغطية الرأس عند دخول الخلاء، رقم الحديث: ٤٦٣، ١/٩٦، دائرة المعارف، دكن)

پیشاب پاخانہ کی طرف دیکھنے کی ممانعت:

اپنے بول و براز کی طرف دیکھنا ناپسندیدہ اور خلافِ ادب ہے، علامہ طحطاویؒ نے لکھا ہے کہ یہ نسیان کو پیدا کرتا ہے۔

وفي حاشية الطحطاوي: ولا إلى الخارج، فإنه يورث النسيان وهو مستقذر شرعاً، ولا داعية له." (كتاب الطهارة: ١/٣١، دار الكتب العلمية)

قضائے حاجت کے بعد زمین پر ہاتھ ملنے کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب استنجاء کر لیا تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر رگڑا۔"

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ توضأ، فلما استنجى دلك يده بالأرض. (سنن الترمذي، كتاب الطهارة، باب: دلك اليد بالأرض بعد الاستنجاء، رقم الحديث: ٥٠، دار السلام)

زمین پر ہاتھ ملنا، ہاتھ سے بو دور کرنے کے لئے بھی ہو سکتا ہے اور پاکی حاصل کرنے کے لئے بھی، بہر صورت موجودہ دور میں اس عمل پر قادر شخص کے لئے یہ عمل بھی مسنون ہوگا، بصورتِ دیگر صابن وغیرہ سے ہاتھوں کو دھو لینا بھی اس کا قائم مقام ہو جائے گا۔

استنجا کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم:

استنجاء کرنے کے بعد اگر ظن غالب ہو کہ ہاتھ صاف ہو گئے ہیں اور بدبو وغیرہ بھی ختم ہو گئی ہے تو مزید صفائی کے لئے ہاتھ دھونا مسنون ہے، لیکن ضروری نہیں ہے، مطلب یہ کہ اگر یہ شخص ہاتھ نہ دھوئے تو عند اللہ مجرم نہیں ہوگا۔

وتطهر اليد مع طهارة موضع الاستنجاء، كذا في السراجية، ويغسل يده بعد الاستنجاء كما يكون يغسلها قبله ليكون أنقى وأنظف. (الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، صفة الاستنجاء بالماء، ١/٥٥، دار الكتب العلمية)

جن جگہوں میں استنجاء کرنا مکروہ ہے:

کچھ جگہیں ایسی ہیں جہاں استنجا کرنا شرعاً ممنوع ہے، وہ مقامات ذیل میں لکھے جاتے ہیں: پانی

جاری ہو یا ٹھہرا ہوا، نہر، کنویں، حوض یا چشمے کے کنارے، پھل دار درخت کے نیچے کھیتی میں، ہر ایسے سایہ میں جہاں لوگ بیٹھتے ہوں، مساجد اور عیدگاہ کے پہلو میں، قبرستان میں اور مسلمانوں کی راستے یعنی گزرگاہ میں، سورج یا چاند کی طرف منہ کر کے، ڈھلوان (نیچے والی سطح) میں بیٹھ کے اوپر کی جانب پیشاب کرنا، ہوا چلنے کے رُخ پر پیشاب کرنا، چوہے، سانپ یا چیونٹی کے بل میں پیشاب کرنا۔ خلاصہ ان مقامات کا یہ ہے کہ جہاں بھی لوگوں کا نفع وابستہ ہو اور وہاں ناپاکی یا گندگی ان کے لئے تکلیف دہ ہو یا اس عمل کی وجہ سے خود اس کو کسی ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو، وہاں پیشاب پاخانہ کرنا جائز نہیں ہے۔

ویکرہ البول والغائط في الماء جاریاً کان أو راکداً ویکرہ علی طرف نهر أو بئر أو حوض أو عین أو تحت شجرۃ مثمرۃ أو زرع أو في ظل ینتفع بالجلوس فیه، ویکرہ بجنب المساجد ومصلی العید وفي المقابر وبین الدواب وفي طرق المسلمین .... وکذا یکرہ استقبال الشمس والقمر لأنهما من آیات الله الباهرۃ، ویکرہ أن یقعد في أسفل الأرض ویبول في أعلاها، وأن یبول في مهب الریح، وأن یبول في جحر فارۃ، أو حیة، أو نملة، أو ثقب. (البحر الرائق، کتاب الطهارۃ، باب الأنجاس، ۱/ ۲۵۲، دار الکتب العلمیة)

قضائے حاجت کا مفصل طریقہ:

جب کوئی شخص بیت الخلاء میں جانے کا ارادہ کرے، تو اس کے لئے مناسب ہے کہ ایسے وقت میں ہی چلا جائے جب اس پر قضائے حاجت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو، بلکہ یہ شخص اس حالت کے طاری ہونے سے پہلے پہلے ہی بیت الخلاء میں داخل ہو جائے، اس دوران یہ شخص اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز (مثلاً: انگوٹھی، لاکٹ یا کاغذ وغیرہ) جس پر اللہ کا نام (یا قرآن پاک کی آیت وغیرہ لکھی ہوئی) ہو، نہ لے جائے، اور ننگے سر بھی نہ جائے، جب دروازے کے پاس پہنچ جائے تو بیت الخلاء میں داخل ہونے والی دعا پڑھنے سے قبل "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھے، پھر دعائے ماثورہ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" پڑھے، پھر بایاں پاؤں اندر رکھ کے اندر داخل ہو، پھر قضائے حاجت کے بیٹھنے کے لئے اس وقت اپنا ستر کھولے جب زمین کے قریب ہو جائے، پھر اپنے پاؤں کو قدرے کشادہ کر کے اس طرح بیٹھے کہ اس کے بدن کا زیادہ وزن بائیں پاؤں پر زیادہ ہو، اس حالت میں یہ شخص اُخروی امور (مثلاً: علم دین، فقہ وغیرہ) کے بارے میں نہ سوچے، کوئی شخص اس کو سلام کرے تو اُسے جواب نہ دے، مؤذن کی آواز اس کے کانوں میں پڑے تو اُس کا جواب نہ دے، اس حالت میں اس کو چھینک آئے تو زبان سے "الحمد للہ" نہ کہے، بلکہ دل میں ہی اللہ کی تعریف کرے، یعنی: الحمد للہ کہے، اپنے اعضائے مستورہ کی طرف نظر نہ کرے، بدن سے نکلنے والی گندگی کی طرف بھی نہ دیکھے، گندگی میں تھوک، ناک کی رینٹھ، اور بلغم وغیرہ نہ تھوکے، بہت زیادہ دیر تک وہاں ہی نہ بیٹھا رہے، آسمان کی طرف نظریں اٹھا کے نہ دیکھتا رہے اور نہ ہی بوجہ حیاء کے سر جھکائے بیٹھا رہے، بلکہ معتدل کیفیت کے ساتھ رہے، پھر جسم سے خارج ہونے والی نجاست کو (کچے بیت الخلا، یا جنگل وصحراء وغیرہ ہونے کی صورت میں) دفن کر دے (اور پکے بیت الخلاء، مثل فلش سسٹم وغیرہ کے، پانی ڈال کر اچھی طرح بہا دے) پھر جب فارغ ہو جائے تو شرمگاہ کے نیچے کی جانب موجود رگ پر اپنی انگلی پھیر کے اُسے اچھی طرح پیشاب کے قطروں سے خالی کر دے، پھر تین پتھروں کے ساتھ اپنے عضو سے نجاست دور کرے، پھر فارغ ہو کے سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے پہلے اپنے ستر عورۃ کو چھپالے، پھر اپنا دایاں پاؤں بیت الخلاء سے باہر نکال کے قضائے حاجت کے بعد کی دعا: "غُفْرَانَکَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیَ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔" (رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس: ۱/ ۵۵۹، دار عالم الکتب)

قضائے حاجت کے وقت کی احتیاطیں:

تکمیل عبادات کے لئے چونکہ طہارت کاملہ ضروری ہے، اس لئے قضائے حاجت سے فراغت پر استنجاء کرتے وقت مبالغے کی حد تک اپنے آپ کو پیشاب کے قطروں اور ناپاکی سے بچانا ضروری ہے، بالخصوص موجودہ دور میں جب کہ پختہ بیت الخلا، فلش سسٹم اور پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کا معمول عام ہو چکا ہے، احتیاط لازم ہے، اکثر مشاہدہ میں یہ بات آتی رہتی ہے کہ بیت الخلاء میں پانی کے لئے لگائی جانے والی ٹونٹیاں مختلف نوعیتوں کی لگی ہوتی ہیں، مثلاً: بعض جگہ ٹونٹیاں سطح زمین سے بہت اونچی لگی ہوتی ہیں، جس کی بنا پر ان کا پانی نیچے لوٹے میں قوت کے ساتھ اور پھیل کے گرتا ہے، جس کی وجہ سے کپڑے بھی گیلے ہو جاتے ہیں اور اگر نیچے والی زمین ناپاک ہو تو (اور اکثر وبیشتر وہ جگہ ناپاک ہی ہوتی ہے، تو اس صورت میں) بھی پانی نیچے گرے گا اور وہاں سے کپڑوں اور بدن پر، چنانچہ دونوں جگہیں ناپاک ہو جائیں گی۔

اور بعض اوقات پانی کی ٹینکی خالی ہو چکی ہوتی ہے، انسان حاجت کی وجہ سے جلدی میں آ کر بیٹھ جاتا ہے، پھر جب ٹونٹی کھولتا ہے تو اب پریشانی اس کا مقدر بنتی ہے، کہ اب طہارت کیسے حاصل کی جائے؟!

اسی طرح بعض ٹونٹیوں کا پانی بہت ہی زیادہ پریشر سے نکلتا ہے، اس سے بھی کپڑوں اور بدن کی

نا پاکی کا خدشہ ہے۔

اس کے علاوہ بعض اوقات بیت الخلاء کی صفائی کے وقت طہارت کے لئے استعمال کیے جانے والے لوٹے بھی ناپاک ہو جاتے ہیں، تیز پریشر کے ساتھ پانی گرنے کی وجہ سے لوٹے کا ناپاک پانی بھی کپڑوں کو ناپاک کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

نیز! موجودہ فلش سسٹم چونکہ پختہ سیمنٹ یا ماربلز وغیرہ سے بنا ہوتا ہے تو اس لئے پیشاب کرنے کے وقت بھی پیشاب کے چھینٹے اٹھتے ہیں۔

مذکورہ تمام خرابیوں سے بچنے کے لئے احتیاط برتنا نہایت ضروری ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جیسے ہی بیت الخلاء میں داخل ہو، اسی وقت ٹونٹی کھول کے پانی کے ہونے یا نہ ہونے کا اندازہ کر لے، اس کے علاوہ بیت الخلاء میں ٹشو پیپر بھی ضرور رکھنے چاہئیں، تاکہ بوقت ضرورت ان کو استعمال کیا جاسکے۔

اور جن مقامات میں ٹونٹیوں کی حالت معلوم ہو وہاں تو ٹھیک! بصورت دیگر لوٹے کو اوپر اٹھا کے ٹونٹی کے قریب کر کے پانی بھریں، پھر نیچے رکھ دیں اور کچھ دیر تک پانی کھلا رکھیں یہاں تک کہ پانی لوٹے کی اوپر والی سطح سے بہنے لگے، اس طرح پانی جاری ہو جانے کی وجہ سے اگر لوٹے میں ناپاکی کے اثرات ہوئے بھی تو وہ دور ہو جائیں گے، اور چھینٹوں وغیرہ سے بھی امن رہے گا، اسی طرح پیشاب کرنے میں احتیاط اس طرح برتی جائے کہ پیشاب فلش میں سامنے کی ٹھوس جگہ میں قوت سے نہ ٹکرائے، کیوں کہ اس صورت میں اسی قوت کے ساتھ چھینٹیں اڑنے کا قوی امکان ہوتا ہے، اس سے حفاظت اسی صورت میں ممکن ہے کہ پیشاب فلش کی سائڈوں میں گرے نہ کہ سامنے والے حصے میں۔

علاوہ ازیں! اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ گھروں میں بیت الخلاء اور غسل خانہ اکٹھا ہوتا ہے، اور کپڑے وغیرہ دھونے کے لئے مشین بھی اسی جگہ لگائی جاتی ہے تو اس صورت حال میں فلش کے علاوہ والی جگہ کا پاک رہنا بھی نہایت ضروری ہے، اس کے لئے بچوں کو بھی اس بات کا پابند کیا جائے اور بڑے بھی اس کا اہتمام کریں کہ بیت الخلاء میں فلش کے علاوہ والے حصے میں پیشاب کے چھینٹیں نہ گریں اور وہ جگہ پاک رہے، ورنہ خدشہ ہے کہ ایک جگہ کی ناپاکی کی وجہ سے دوسری بہت ساری چیزیں ناپاک نہ ہو جائیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں دین کے اس اہم اور عظیم الشان حکم کو نہایت کامل اور احسن طریقے سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں

تیسرا سالانہ عظیم الشان تقریری مقابلہ

حسب سابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ عربیہ ختم نبوت کے شعبہ درس نظامی کے طلبا کے مابین ۳ رجمادی الاخریٰ ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۴؍اپریل ۲۰۱۳ء بروز اتوار ایک عظیم الشان تقریری مقابلہ ہوا، جس کی سرپرستی مولانا غلام مصطفیٰ (مبلغ چناب نگر) اور نگرانی مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کی، جبکہ صاحبزادہ مولانا مبشر محمود، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا غلام رسول دین پوری نے منصفی کے فرائض سرانجام دیئے۔

الحمدللہ! اس سال مختلف درجات سے بارہ طلبا نے بھرپور تیاری کر کے ”عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، حیات مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، فتنۂ قادیانیت کے مقابلہ میں امت مسلمہ کی ذمہ داری“ وغیرہ جیسے موضوعات پر شاندار تقریریں کیں، ان بارہ طلبا کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حبیب اللہ، محمد سہیل (درجہ خامسہ)، محمد عمر فاروق، محمد شعیب (درجہ رابعہ)، محمد سرفراز، محمد طلحہ (درجہ ثالثہ)، محمد علی، محمد امین (درجہ ثانیہ عامہ)، صدام حسین، محمد اشفاق (درجہ اولیٰ)، محمد شاہد، محمد زبیر (درجہ متوسطہ سوم)۔

ان میں سے درجہ رابعہ کے طالب علم محمد شعیب نے اول، درجہ ثانیہ عامہ کے طالب علم محمد علی نے دوم اور محمد امین نے سوم پوزیشن حاصل کی۔ انہیں مختلف کتب اور نقد انعامات دیئے گئے، جبکہ دوسرے شرکاء کو اعزازی انعام بصورت کتب دیا گیا، نیز ہمارے شعبہ حفظ کے چھ اساتذہ کرام نے اپنی اپنی کلاس میں سے ایک ایک بچہ کی تیاری کرائی تاکہ شعبہ حفظ کی بھی اس میں نمائندگی ہو جائے بحمداللہ! ان کلاسوں کے چھ بچوں نے روایتوں کے ساتھ تلاوت کر کے باہر سے تشریف لائے ہوئے مہمانانِ گرامی کی آنکھوں کو اشکبار کیا، ان بچوں کو بھی حجاز مقدس کے مطبوعہ قرآن مجید کا ایک ایک نسخہ بطور انعام دیا گیا۔ انعامات سے قبل مولانا غلام مصطفیٰ نے اختتامی تقریر کی جس میں آنے والے مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا جبکہ انعامات تقسیم کرنے کے فرائض مجاہد ختم نبوت مولانا عزیز الرحمن ثانی نے سرانجام دیئے اور انہوں نے بھی چاہ مخدوماں والا، خضرکے، جبانہ، ہموآنہ، محمدی شریف و دیگر علاقہ جات سے تشریف لانے والے حضرات بالخصوص مسلم کالونی اور مسلم کالج چناب نگر کے پروفیسر حضرات کا شکریہ ادا کیا، مدرسہ کے جملہ اساتذۂ کرام نے اس تقریب کو کامیاب کرنے کی شب و روز محنت کر کے بھرپور سعی مشکور کی۔ آخر میں دعائیہ کلمات مولانا غلام رسول دین پوری نے ادا کئے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ اس ادارہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازے، پڑھنے والے طلبا کو کامران و کامیاب اور معلمین حضرات کو مثمر اور بار آور فرمائیں اور ادارہ ہذا کے سرپرستان کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور حفاظت خاصہ میں رکھے۔

آمین۔ بحرمۃ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

مرکز ختم نبوت اسلام آباد

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کا ارادہ، خواہش، تمنا کیا تھی؟

قاری عبدالوحید قاسمی

وطن عزیز پاکستان کا دارالحکومت اسلام آباد جو کہ مارگلہ پہاڑوں کے دامن سے وابستہ ہے، اس کے دارالحکومت بنانے کا اعلان ۱۹۵۹ء کو کیا گیا۔ اس کے بعد ماسٹر پلان کے مطابق اس کی تعمیر کا کام ۱۹۶۱ء سے شروع کر دیا گیا، اور یہ بھی ایک عجیب بات ہوئی کہ جب اس کا ماسٹر پلان تیار کیا گیا تو اس میں ایک مسجد کی جگہ بھی نہیں رکھی گئی تھی۔ اس وقت کے ممبر جناب مولوی تمیز الدین صاحب جو کہ اسمبلی کے سپیکر تھے اور مشرقی پاکستان سے ان کا تعلق تھا، جب اس نے ماسٹر پلان کو دیکھا تو کہا کہ اس ملک کا نام پاکستان اور اس کے دارالحکومت کا نام اسلام آباد ہے، مگر اس میں ایک مسجد تک نہیں رکھی گئی تو انہوں نے اس وقت فیصلہ کیا کہ جہاں رفاہ عامہ کے لئے اسکول اور مارکیٹ کی جگہ رکھی گئی ہے تو اس کے ساتھ ہی مسجد کا پلاٹ رکھا جائے۔ الحمدللہ اس وقت سے لے کر آج تک اس عمل کا ان کو ضرور ثواب ملتا ہوگا۔ مگر بعد میں آنے والی حکومتوں نے یہاں کی مساجد کو اپنے لئے بوجھ سمجھا، آج جو ان مساجد کی حالت زار ہے وہ ناگفتہ بہ ہے، اس پر پھر لکھوں گا ان شاء اللہ۔

پاکستان کا دارالحکومت اسلام آباد دنیا کے خوبصورت ترین دارالحکومتوں میں شمار ہوتا ہے اور پھر فیصل مسجد کے بلند میناروں کی وجہ سے اس کی خوبصورتی میں اور اضافہ ہوتا ہے، اس کے متصل عظیم اسلامی یونیورسٹی جامعہ اسلامیہ الفریدیہ نے اس کے حسن و خوبصورتی کو مزید چار چاند لگا دیئے اور یہ شہید اسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ کے لئے قیامت تک صدقہ جاریہ بھی ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کے خلاف بہت ساری سازشیں آج بھی ہو رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام آباد کی مساجد اور دینی مدارس کا بھی اس کے حسن میں بڑا حصہ ہے۔

خصوصاً مرکزی جامع مسجد لال جس کو آج شہید اسلام کے نام سے یاد رکھا جاتا ہے، اس کے پہلے شہید خطیب حضرت مولانا محمد عبداللہؒ جن کو حضرت بنوریؒ نے یہاں کے لئے منتخب کیا تھا، ساری زندگی اس کی پاسداری کرتے ہوئے اسلام آباد کی خوبصورتی میں اہم کردار ادا کیا جو کہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ان کی دینی و ملکی خدمات ایک طویل داستان ہے، مگر بڑی خدمات میں سے ایک خدمت اسلام آباد میں مساجد و مدارس کا جال بچھایا اور ان مساجد اور مدارس اور اہل حق کی پاسبانی کرتے ہوئے خود بھی اور اپنے بیوی بچوں کو بھی شہید کیا اور یہ شہادتوں کا سلسلہ ان کی شہادت کے بعد بھی جاری رہا۔

غازی اسلام غازی عبدالرشید شہید نے اپنی والدہ اور اپنے جواں سال بھتیجے جناب حضرت مولانا حسان بن عبدالعزیز شہید سمیت سینکڑوں طلباء و طالبات کی قیادت کرتے اور مسکراتے ہوئے شہادت کا وہ مقام حاصل کیا جو کسی کسی کو ملتا ہے اور آج بھی مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہ بھی عزم بالجزم کے ساتھ عظیم ارادہ لئے ہوئے کوشاں ہیں۔ اللہ کامیابیاں نصیب فرمائے اور اپنوں اور دوسروں کی سازشوں سے محفوظ رکھے، آمین۔

اس اسلام آباد کی تعمیر جب ۱۹۶۱ء کو شروع ہوئی تو اسلام اور وطن عزیز پاکستان کے خطرناک ازلی دشمن قادیانیوں نے اس کے خلاف خطرناک سازشیں شروع کیں ایک بڑی سازش تو یہ ہوئی کہ پہلا وزیر خارجہ ملعون چوہدری ظفر اللہ قادیانی کو بنایا گیا، پھر اس نے کیا گل کھلائے یہ بھی ایک طویل داستان غم ہے کہ ملک تو عاشقان مصطفیٰ کا اور وزیر خارجہ گستاخ رسول مرتد قادیانی۔ اس کی سرپرستی میں قادیانیوں نے اسلام آباد کی اہم جگہوں پر کئی پلاٹ حاصل کئے جو کہ کئی کنالوں پر مشتمل تھے۔ مشن ہاؤسز، اور مختلف ناموں سے جگہ حاصل کی، حالانکہ ان کی تعداد آج بھی آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ سب کچھ حکومتی سرپرستی میں ہوتا رہا ہے، حال ہی میں مشرف کے دور میں انہوں نے اسلام آباد کے چاروں اطراف میں نئے پلاٹ حاصل کئے جس میں بحریہ ٹاؤن فیز ۸ بھی شامل ہے۔

ارتداد کے ۲۶ حلقات قائم کئے ہوئے ہیں۔

چار ڈویژنوں کو ترتیب دیا ہوا ہے: شرقی، غربی، جنوبی، شمالی، اس کے لئے چار مربی مرکزی طرف سے کام کر رہے ہیں، باقی اسلام آباد جماعت کی طرف سے مقرر ہیں۔ ۱۱ کتب، قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسلام آباد سے شائع کی ہیں اور ۷۰۰ احکامات کے نام سے بیان جاری کئے۔

بیت القیام F.10.4، مربی ہاؤس F.10.4، ۱۴ کنال F.7.3 جو آج ۵۰ کنال پر قبضہ کیا ہوا ہے اور دن بدن اسلام اور ملک کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔

مشرف کے آخری دور میں مشرف ہاؤس کے متصل تقریباً ۴۳ کنال پر مشتمل ایک سازش کے تحت زمین حاصل کر کے دوسرے مجمی اسرائیل کی تعمیر شروع کر دی ہے جو ہمارے حساس ایٹمی ادارے اور نیلور فیکٹری اور صدر، وزیر اعظم ہاؤس اور پارلیمنٹ کے قریب ہے۔ یہ یہودی، اسرائیلی اور بھارتی سازشوں کا ہی حصہ ہے۔ ان کی اس سازش کو وقت ٹی وی چینل، روزنامہ اوصاف اور دوسرے ذرائع کے ذریعہ تقریباً تمام مذہبی جماعتوں اور ملک کے حساس اداروں کو بھی مطلع کر دیا گیا، مگر بے حسی کا یہ عالم کہ کسی بھی طرف سے اس سازش کو روکنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا اور دن رات ان کی تعمیر جاری ہے، نہ معلوم ملکی سلامتی کے ادارے کس چیز کے منتظر ہیں؟ ٹی وی چینل اور اخبارات میں آنے کے بعد سپریم کورٹ کا از خود نوٹس نہ لینا بھی معنی خیز ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مجھ سمیت اسلام آباد کے علماء کرام اور مسلمان اس کے مجرم ہیں کہ ہم نے نہ ہی قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں کو روکا اور نہ ہی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کوئی اہم کردار ادا کر سکے۔ اس اجتماعی جرم کا ازالہ جتنا جلدی ہو سکے ہمیں مل کر کرنا ہوگا۔ اول تو اسلام آباد میں ایک مرکز ختم نبوت کے حصول کے لئے زمین حاصل کرنے کے لئے دن رات کوشش اور دعاؤں کا سلسلہ شروع کیا جائے اور قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں کو لگام دینے کیلئے متحد ہو کر شب و روز محنت کرنی ہوگی۔

اسلام آباد کی اہمیت اور اسلام آباد میں قادیانیوں کی سازشوں کو مدنظر رکھ کر ہمارے اور آپ کے عظیم بزرگ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ جو ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کی قیادت کر رہے تھے اور اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر تھے، جن کی قیادت ہی میں ۱۹۷۴ء کی تحریک کی بدولت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ ان کی خواہش اور تمنا پر عمل کرتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کے اہم ادارے اور مساجد قائم کی گئیں، ان کی بصیرت کے مطابق آنے والے وقت میں اسلام آباد کی اہمیت اور ممکنہ قادیانیوں کی سازشوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مرکز ختم نبوت اسلام آباد کے لئے ان کے کیا ارادے، خواہش، اور تمنا تھی ملاحظہ فرمائیں۔ جس کا ماہنامہ ''بینات'' کراچی جنوری، فروری ۲۰۱۳ء میں مطالعہ کر سکتے ہیں، اس کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم مجاہد رہنما حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ جن کے کارناموں کو بندہ نے بچپن سے ہی دیکھنا شروع کیا تھا اور فیصل آباد دھوبی گھاٹ اور دوسرے مقامات پر ختم نبوت کی کانفرنسیں ہوا کرتی تھیں، جن میں اس وقت کے ختم نبوت کے عظیم رہنما شریک ہوا کرتے تھے جن میں حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ جن کی مسجد جامع مسجد جناح کالونی میں بندہ نے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی تھی، مسجد کے متصل اشرف لیبارٹری کے بانی مولانا عبدالرحیم اشرفؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، مفتی عبدالمجید قاسمی کشمیریؒ یہ ایک ختم نبوت کا عظیم گلدستہ ہوا کرتا تھا۔ تو خیر ان میں سے مولانا تاج محمودؒ نے ایک مضمون حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے بارے میں لکھا ہے، اس کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں، اس کے ساتھ ساتھ اپنا احتساب بھی کریں کہ ہم عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کو روکنے کے حوالے سے اپنی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں یا غفلت برت رہے ہیں؟ خصوصاً اسلام آباد کے علماء کرام اور تمام مسلمان عاشقانِ مصطفی بھی۔ مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

''۱۹۵۳ء کی تحریک میں ایک روز مولانا تاج محمودؒ جامع مسجد کچہری بازار فیصل آباد میں شمع رسالت کے پروانوں کے ایک بہت بڑے مجمع سے مخاطب تھے۔ حکومت پاکستان کی جانب سے قادیانیوں کے تحفظ کے خلاف وہ اس بپھرے ہوئے مجمع سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بیان فرما رہے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے الفت اور قادیانی نظریات سے نفرت دلا رہے تھے، ان کا انداز نرالا تھا، زبان عشق نبوت سے آشنا تھی اور دل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لبریز۔

ختم نبوت کے تحفظ کے لئے انہوں نے لوگوں کو یوں جھنجھوڑا کہ مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑی ایک خاتون محبت نبوی کے جذبہ سے سرشار ہو کر آگے بڑھی اور اپنی گود سے چھوٹا سا بچہ اٹھا کر مولانا کی جانب اچھال دیا اور پنجابی میں یہ کہا: مولوی صاحب! میرے پاس ایک ہی سرمایہ ہے، اسے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو پر قربان کر دیجئے، سارا مجمع اس وقت دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ خود مولانا نے روتے ہوئے کہا:

''بی بی! سب سے پہلے گولی ختم نبوت کی خاطر تاج محمود کے سینے سے گزرے گی اور پھر میرے اس بچے (قدموں میں بیٹھے ہوئے اپنے معصوم اکلوتے بیٹے طارق محمود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کے سینے سے، پھر اس مجمع میں بیٹھے تمام افراد گولیاں کھائیں گے اور جب یہ سب قربان ہو جائیں تو اپنے بچے کو تو اس وقت لے آنا اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان کر دینا۔ یہ کہا اور وہ

بچہ اس عورت کے حوالے کردیا۔

عشق کو دنیا کھیل نہ سمجھ
کام ہے مشکل نام ہے آساں

حضرت مولانا تاج محمودؒ لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اسلام آباد مرکز ختم نبوت کے حوالے سے کیا ارشاد فرماتے ہیں، ان کی خواہش، ارادہ، تمنا کیا تھی؟ تحریر کرتے ہیں کہ: ''حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا صحیح عکس اور ان کی پوری تصویر تھے۔''

مزید تحریر کرتے ہیں کہ جب وہ جماعت کے امیر منتخب ہونے کے بعد پہلی دفعہ مرکزی دفتر ملتان تشریف لائے تو دفتر میں حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ سے فرمایا کہ آپ نے کام سنت سے ہٹ کر کیا ہوا ہے۔ اس وقت وہاں پر سردار امیر عالم خان لغاری، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا غلام محمد بہاول پوری، مولانا محمد حیات فاتح قادیانؒ، مولانا منظور احمد شاہؒ اور دوسرے حضرات نے حیرت سے دریافت کیا: حضرت! کیسے؟ تو امیر مرکزیہ حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کام شروع کیا تھا تو سب سے پہلے مسجد بنائی تھی اور اس مسجد کو بنیاد بنا کر کام شروع کیا تھا۔

آپ لوگوں نے لاکھوں خرچ کرکے دفتر تو بنا لیا۔ اس میں بڑا کتب خانہ، مبلغین کے لئے آرام گاہ اور مطبخ بنا لیا ہے، مگر مسجد آپ کے ہاں نہیں ہے۔ آج تک یہی حالت اسلام آباد دفتر کی ہے، مسجد کے بغیر ہے۔ فرمایا کہ: آپ ایک ایسا دفتر بنائیں اور اس کے ساتھ ایک عظیم الشان مسجد قائم ہو اور پھر لکھتے ہیں کہ: ان دنوں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء چل رہی تھی اور اس کا اجلاس اسلام آباد میں ہوا کہ اس تحریک کے اخراجات کے لئے تمام جماعتوں سے چندہ لیا جائے، تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ: میری رائے ہے کہ جماعتوں سے ختم نبوت کے لئے چندہ وصول نہ کیا جائے، بلکہ مجلس اس خرچ کو برداشت کرے تو حضرت کو بتایا گیا کہ جماعت کے پاس مختصر فنڈ ہے جو جماعت کے اخراجات کے لئے ہوتا ہے، اگر یہ بھی ختم ہوجائے تو جماعت کے امور کیسے چلیں گے؟ حضرت کا خیال تھا کہ مرزائیت کا مقابلہ مضبوط فنڈ کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے بعد حضرت بنوریؒ نے ایک مدلل بیان فرمایا، جس کے بعد جماعت نے فیصلہ کیا کہ تمام اخراجات جماعت برداشت کرے گی۔ اس کے بعد حضرت کی آنکھوں میں ایک نورانی چمک پیدا ہوگئی، مجھے شفقت سے تھپکی دی اور فرمایا: ''مولانا! میرا ہاتھ اللہ کے خزانوں میں ہے۔ آپ اس روپے کو خرچ کریں، میرا اللہ آپ کی دینی ضرورتوں کے لئے پیسے بھیج دے گا، انشاء اللہ! آپ ہرگز پریشان نہ ہوں، کسی قسم کی فکر نہ کریں'' پھر اللہ کے خزانوں سے رقم آئی اور آج تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ یہ حضرت کی بصیرت و اخلاص اور ختم نبوت کی برکت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس، ختم نبوت کی برکت اور آپؒ کے اخلاص کے طفیل تحریک کو کامیابی نصیب فرمائی اور قادیانیوں کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر کافر قرار دیا۔ تو حضرت نے وہ تمام رقم جو اس تحریک میں خرچ ہوئی تھی، وہ ادا کردی اور مزید جماعتی امور کے لئے بھی رقم دی اور فرمایا کہ مسجد کا انتظام بھی اللہ نے کردیا ہے۔

اس وقت اسلام آباد ختم نبوت کا دفتر کرایا پر تھا، فرمایا کہ اس کو بھی جماعت کے لئے خرید لیا جائے اور رقم کا انتظام فرمایا اور وہ دفتر اس وقت سے لے کر آج تک ختم نبوت اور تمام دینی تحریکوں کا مرکز ہے۔ مبلغ ختم نبوت یہاں سے ہری پور، ہزارہ، آزاد کشمیر تک جماعتی امور نبھاتے ہیں اور قادیانیوں کی سازشوں کو لگام دینے میں مصروف عمل ہیں۔ پھر حضرتؒ نے ارشاد فرمایا کہ (ربوہ) چناب نگر میں ایک عظیم الشان مسجد بلند مینار والی اور اس کے ساتھ دارالعلوم اور لائبریری قائم کی جائے۔ اس وسیع جگہ پر آج کل سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس جو کہ پاکستان کی کامیاب ترین کانفرنسوں میں شمار ہوتی ہے، انعقاد پذیر ہوتی ہے۔ جس میں تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین، وکلاء اور صحافی بلکہ زندگی کے تمام شعبوں کے حضرات شرکت فرماتے ہیں اور پورا سال اس کانفرنس کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ یہ ختم نبوت کی روشنی قیامت تک جاری و ساری رہے گی۔ ان شاء اللہ ایک دن ضرور آئے گا کہ چناب نگر کے قادیانی اسلام قبول کرلیں گے اور پوری دنیا میں تلاش کرنے سے بھی کوئی قادیانی نہیں ملے گا۔

چناب نگر اسکیم کی تکمیل کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی خواہش، ارادہ اور تمنا تھی کہ اسلام آباد میں ایک وسیع وعریض قطعہ زمین کو لے کر اس پر ملتان کے دفتر اور جامع مسجد سے بھی شاندار عمارت بنائی جائے گی اور اس دفتر میں گاہے بگاہے اندرون ملک اور بیرونی سفیروں اور نمائندگان کو دعوت دی جایا کرے گی اور تحفظ ختم نبوت، حفاظت اسلام اور اشاعت دین کی تجاویز پر غور کرکے عملی جامہ پہنانے کی فکر کی جائے گی۔

اور اس کام کے لئے ہم لوگ بنیادی باصلاحیت رضاکار اور خادم ثابت ہوں۔ حضرت بنوریؒ کے دور امارت میں اس کے علاوہ بھی بہت سارے اہم کام ہوئے ہیں، اس کے لئے آپ قائدین تحریک ختم نبوت کا ضرور مطالعہ کریں۔

حضرت بنوریؒ کا ارادہ، خواہش اور تمنا تھی کہ ملتان، چناب نگر کے بعد اسلام آباد میں ایک اہم مرکزی حیثیت سے دفتر اور عظیم الشان مسجد اور لائبریری قائم کی جائے۔ یہ حسرت اور تڑپ، ان کی

زندگی میں پوری نہ ہوسکی، یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد اس حوالے سے اسلام آباد میں کوئی پیش رفت نہ ہو سکی۔ ان کی یہ عظیم تمنا اور خواہش ہم سب کی منتظر ہے۔ حضرت کی نظر، آنے والے حالات میں اسلام آباد کی طرف مرکوز تھی، اسی وجہ سے حضرت اسلام آباد کو خصوصی حیثیت دینے کی خواہش کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت نے اپنی بصیرت سے دیکھ لیا تھا کہ قادیانی آنے والے وقت میں اسلام آباد کی طرف اپنی توجہ مرکوز کریں گے، ان خطرات کے پیش نظر اسلام آباد کے حوالے سے فکر مند تھے۔ آج اگر حضرت کی بصیرت سے دیکھا جائے تو پورے پاکستان کے قادیانیوں نے اپنی سازشوں کا مرکز راولپنڈی اور اسلام آباد کو بنالیا ہے۔ راولپنڈی اسلام آباد کے علماء کرام بخوبی واقف ہیں اور قادیانیوں کی سازشوں اور واقعات کو قریب سے دیکھ چکے ہیں۔ اب ہمیں حضرت بنوریؒ کی خواہش، ارادے اور تمنا کی اہمیت کا شدید احساس ہو رہا ہے۔ اے کاش! کہ حضرت یہ کارنامہ بھی کرجاتے مگر اس میں بھی حکمت ہے۔

آپ کے بعد اسلام آباد میں مرکز ختم نبوت کے لئے کوششیں نہ کی گئیں، بس اسی ایک مکان کو غنیمت سمجھا جس کو حضرت بنوریؒ خرید کر دے گئے تھے، وہ اپنی وسعت کے مطابق کام کر رہا ہے، مرکز ختم نبوت اسلام آباد جس کی اہمیت پر حضرت بنوریؒ نے زور دیا تھا، اب تو اور بھی زیادہ حیثیت اختیار کر چکا ہے کہ مسلمان تو مرکز ختم نبوت اسلام آباد نہ بنا سکے، مگر دشمنان اسلام وغداران ملک وملت قادیانیوں نے ۴۳ کنال پر مشتمل ارتدادی مرکز کی تعمیر شروع کر کے اسلام اور پاکستان کے خلاف ایک منظم خطرناک سازش شروع کردی ہے۔

اس پر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی روح ضرور مضطرب ہوئی ہوگی اور اس وقت تک قرار نہیں آئے گا جب تک اس کے مقابلہ میں ان کی تمنا و خواہش کے مطابق ایک وسیع اور عظیم الشان ختم نبوت کے مرکز کی ابتداء نہیں کی جاتی اور اسلام آباد میں قادیانیوں کی سازشوں کو لگام نہیں دی جاتی۔

اب ہمیں بحیثیت ایک مسلمان عاشق رسول اور محب وطن ہونے پر غور کرنا ہوگا، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت بنوریؒ کی امانت جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ بھرپور معاونت کر کے ان کی خواہش، ارادے اور تمنا کو پورا کیا جاسکتا ہے اور اس پر حضرت بنوریؒ اور تمام بزرگان ختم نبوت اور خصوصاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو تسکین دے کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاسکتی ہے، ورنہ کل قیامت کے روز حضرت بنوریؒ سمیت تمام بزرگان ختم نبوت اس حوالے سے ہم سب سے سوال کر سکتے ہیں، جواب کے لئے تیاری فرمالیں۔

جن عاشقان مصطفیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی نعمت دی ہوئی ہے وہ اس پر خصوصی توجہ دیں، باقی مجھ سمیت تمام بزرگان دین، مشائخ عظام اور تمام عاشقان مصطفیٰ سے گزارش کروں گا کہ ایک کام تو ہم سب کر سکتے ہیں، وہ ہے اپنی خصوصی دعاؤں میں مرکز ختم نبوت اسلام آباد کے لئے ضرور دعا کیا کریں۔ انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ کوئی اسباب پیدا فرمادیں گے ورنہ حضرت بنوریؒ کی خواہش، ارادے اور تمنا کی طرح اور دعاؤں سے قیامت کے دن اس کا اجر ضرور ملے گا، انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت کے لئے قبول فرمائیں، آمین۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆☆.................☆☆

ماہانہ خصوصی اجلاس، حلقہ بلدیہ ٹاؤن

۵ر جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶را پریل ۲۰۱۳ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ بلدیہ ٹاؤن کراچی کے ذمہ داران کا ماہانہ خصوصی اجلاس بعد نماز عصر ضلع غربی کے مرکز جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ بنی آبادی میں منعقد ہوا۔ حلقہ عابد آباد کے سرپرست مولانا ارشاد الحق نے اجلاس کی صدارت کی۔

اس اجلاس میں بالترتیب حلقہ محمد خان کالونی، اتحاد ٹاؤن وسطی، سعید آباد، گلشن غازی، عابد آباد، چاندنی چوک اور مہاجر کیمپ ۲/۴ نمبر کے مولانا شیر افضل، مولانا محمد اسحاق، قاری ساجد محمود، مولانا عبداللہ شاہ، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحئی مطمئن، مولانا سراج، مولانا قاری گلزار اور بھائی محمد قاسم نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں مولانا عبدالواحد، مولانا عبدالرحمن، مولانا محمد حسین، حاجی اسماعیل اور مفتی ضیاء الرحمن بھی شریک ہوئے۔

صدر مجلس مولانا ارشاد الحق نے اپنے بیان میں فرمایا کہ جس طرح عقیدۂ توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، اسی طرح عقیدۂ ختم نبوت بھی اس کا ہم پلہ ہے، تحفظ ختم نبوت کی خاطر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جن نازک حالات میں امت مسلمہ کی راہنمائی کرتے ہوئے بھرپور کارروائی کی۔ یہ اس عقیدہ کی اہمیت وحساسیت کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت امت مسلمہ کا مرکز وحدت ہے، اس کی حفاظت ہماری ایمانی ذمہ داری ہے۔ اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیں یہ ذمہ داری ادا کرنی چاہئے۔ انہوں نے علماء کرام اور خطباء حضرات پر زور دیا کہ منبر ومحراب سے تحفظ ختم نبوت کی صدا بلند کریں اور عوام الناس میں اس عقیدہ کی اہمیت وفضیلت اجاگر کریں۔

قادیانی، مرزائی، غلام احمدی یا غلمدی

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

قادیانی پارٹی پر یہ شعر بالکل صادق ہے۔ جس فرقہ کی بنیاد ہی غلط ہو اس کا کوئی کام سیدھا ہو تو کیونکر؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت جیسی آہنی دیوار کو توڑ کر نبوت کا ایک چور دروازہ کھولا اور کچھ بدقسمت انسانوں کو امت محمدیہ سے نکال کر اپنی امت بنائی اور انگریز کے لئے ہندوستان میں مرید بننے کے اسباب پیدا کئے۔ جب ۱۸۸۹ء میں انگریز کی خوشامد کے لئے اپنے فرقہ کی الگ بنیاد رکھی تو نام رکھا: ''مسلمان فرقہ احمدیہ'' حالانکہ یہ نام کسی طرح موزوں اور مناسب نہ تھا یا تو بانی فرقہ، غلام احمد کے نام فرقہ ''غلام احمدیہ'' مناسب تھا یا مختصر کر کے غلمدیہ فرقہ رکھا جاتا، مولانا عبدالسلام ابن مولانا عبدالشکور لکھنویؒ نے اپنے رسالہ ''صولت محمدیہ بر فرقہ غلمدیہ'' میں تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ انگریز کے یہ خوشامدی تھے، اس لئے یہ نام ''فرقہ احمدیہ'' رجسٹرڈ ہو گیا، اب چونکہ ہر مرزائی اپنے خیال میں مرزا غلام احمد پر فدا ہے، اس لئے ان کی ہر بات کو مرزا کی طرف منسوب کرنا ان کے لئے باعث فخر ہونا چاہئے اور مرزائی کے خطاب کو اپنا دل پسند لقب خیال کرنا چاہئے یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مغل قوم سے تعلق رکھنے والے وہ مرزا ہوئے اور ان کے ماننے والوں کے لئے مرزائی کہلانا امتیازی لقب ہے یہ کوئی گالی یا تنابز بالالقاب کی سی کوئی چیز ہے۔

مرزائی کہلانا باعث فخر:

چنانچہ مرزا آنجہانی کی زندگی میں ان کے سالانہ جلسہ کے موقع پر سینکڑوں کے مجمع میں ایک قصیدہ پڑھا گیا، جس میں مرزا قادیانی کے مریدوں کی مبالغہ آمیز تعریفیں کی گئیں جب محمد علی لاہوریؒ کی تعریف کا وقت آیا تو ان کی تعریف میں یہ شعر پڑھا گیا:

کیا ہے راز طشت از بام جس نے عیسویت کا
یہی وہ ہیں یہی وہ ہیں یہی ہیں پکے مرزائی

(اخبار بدر، ۱۷؍جنوری ۱۹۰۷ء)

گویا محمد علی لاہوری کو مرزا قادیانی کی طرف منسوب کر کے ''مرزائی'' کہا گیا اور اس کے مقام مدح میں ذکر کیا گیا۔

مرزا قادیانی کے جانشین حکیم نورالدین کے زمانہ میں بھی مرزائی صاحبان اپنے آپ کو ''مرزائی کہلانا'' لائق فخر سمجھتے تھے، چنانچہ حکیم نورالدین کا اپنا قول ہے:

''میرے خیال میں، میں اور اکثر عقلمند مرزائی، یہ نہیں مانتے کہ تمام مساوی دون کفر کے قائل ہیں۔'' (خطبہ حکیم نورالدین، ۵؍جولائی ۱۹۰۷ء، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، ج:۱۴، نمبر۳، ص:۵۳، بابت مارچ اپریل ۱۹۱۵ء)

غالباً یہ مرزا صاحب کے نام کی نحوست ہے کہ اب قادیانی صاحبان مرزا قادیانی کی طرف اپنی نسبت کرنے اور نہ صرف ''مرزائی کہلانے سے بلکہ قادیانی کہلانے سے بھی عار کرتے ہیں، چنانچہ ''مرزائی'' کہلانے سے گھبرانے لگے، پاکستان ٹی وی کے عملہ کو بھی اس لفظ پر ''تنابز بالالقاب'' کا طعنہ دے کر ڈرا رہے ہیں، حالانکہ ایک وقت میں قادیانی اسی لفظ کو باعث فخر جانتے تھے۔

مفتی کاذب نے دس نمبر لگا کر اپنے فرقہ کو قادیانی لکھا:

چنانچہ مفتی محمد صادق کی ایک تحریر اس سلسلہ میں پیش خدمت ہے: جو احمدی جنتری ۱۹۴۱ء قادیان کے اندرون صفحہ۲ پر ہے۔ دس نمبر دے کر اپنے قادیانی ہونے کا اقرار کیا گیا ہے، بلکہ لاہوری ہونے سے انکار کر کے صرف اپنے لقب کو قادیانی تک محدود کر کے اپنی شناخت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ان میں صرف پانچ نمبر ہم نقل کرتے ہیں تاکہ عامۃ مسلمین کو معلوم ہو کہ یہ لقب قادیانیوں کا پسندیدہ ہے۔ یہ گالی نہیں، ٹی وی کے عملہ کو بھی مطمئن کرنا چاہئے کہ انہوں نے قادیانیت کی توہین نہیں کی بلکہ ان کا صحیح تعارف کرایا ہے، ملک کا بچہ بچہ اس فرقہ سے متعارف ہو گیا ہے، اب احمدی جنتری ۱۹۴۱ء کا اقتباس ملاحظہ فرماویں:

ہم قادیانی ہیں یا لاہوری؟

مفتی محمد صادق اپنے مقابل لاہوری گروپ کو مخاطب کرتے ہوئے مندرجہ بالا عنوان کے تحت رقم طراز ہیں: حضرت مسیح موعود کے وصال پر جماعت احمدیہ میں جماعت نے اتفاق اور اجماع سے مولوی نورالدین کو خلیفہ تسلیم کیا... مگر جب

نورالدین کا وصال ہوا تو بعض اصحاب مرزا بشیرالدین محمود کو مرزا کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کو پسند نہ کرتے، انہوں نے مرزا محمود کی خلافت کا انکار کیا اور قادیان سے لاہور چلے گئے اور اپنا مرکز لاہور میں قائم کرلیا تو جو لوگ مرزا محمود سے وابستہ رہے، انہوں نے ان کا نام قادیانی رکھا، اس مختصر مضمون میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی اصطلاح کے مطابق ”میں قادیانی کیوں ہوں؟“ اور ”لاہوری کیوں نہیں بنا؟“

۱:...بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود قادیانی تھے، چنانچہ وحی الٰہی میں بھی آپ کا نام غلام احمد قادیانی بتلایا گیا اور ظاہر کیا گیا، بحساب ابجد اس میں آپ کے ظہور کی تاریخ ۱۳۰۰ھ نکلتی ہے اور آپ کے دل میں خدا تعالیٰ نے القا فرمایا اس وقت بجز آپ کے تمام دنیا میں کسی کا نام غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ بس جب ہمارے مرشد وحی الٰہی کے مطابق قادیانی تھے تو ہم بھی قادیانی ہیں نہ کہ لاہوری۔ (مرزا قادیانی کا دعویٰ غلط ہے، گورداسپور کے علاوہ اور ضلع میں قادیان بھی تھا اور غلام احمد قادیانی بھی)۔

۲:...اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی کے نزول و ظہور کے لئے قادیان کی بستی کو چنا، اور آپ کی وحی مبارکہ میں آپ کے نزول کے متعلق لفظ قادیان آیا ہے نہ کہ لاہور۔

۳:...جب بانی سلسلہ نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور پہلا جلسہ کیا تو اعلان فرمایا کہ یہ جلسہ سلسلہ کے مرکز قادیان میں ہوا کرے گا، اس واسطے ہم قادیانی ہیں نہ کہ لاہوری۔

۴:...جب حضرت مسیح موعود نے وحی الٰہی کے مطابق اپنی جماعت کے پاک نفس لوگوں کے لئے ایک مقبرہ بہشتی بنایا اور تین بار دعا کی کہ اس میں سوائے بہشتی کے دوسرے کو دفن ہونے کا موقع اور توفیق نہ ہو تو یہ مقبرہ قادیان میں بنایا گیا نہ کہ لاہور میں، اس واسطے ہم قادیانی ہیں نہ کہ لاہوری۔

۵:... حضرت مسیح موعود نے جماعت کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک مدرسہ قادیان میں بنایا نہ کہ لاہور میں، اس واسطے ہم قادیانی ہیں نہ کہ لاہوری۔ (احمدی جنتری ۱۹۴۱ء)

نیز قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ہم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں، ہم کافر کیسے ہیں؟ تو اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی وحی درج کی ہے کہ: ”محمد الرسول اللّٰہ والذین معہ“ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ، ص:۴، مصنفہ مرزا قادیانی)

اس رسالہ میں یہ بھی تحریر کیا کہ میں بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا۔

(ایک غلطی کا ازالہ، ص:۱۰)

اس سلسلہ میں جب مرزا صاحب کے فرزند سے بھی پوچھا گیا کہ جب تم نے مرزا قادیانی کو نبی مان لیا ہے تو کلمہ بھی اپنا علیحدہ اور جدا بنالو تو اس نے جواب لکھا:

”مسیح موعود محمد رسول اللہ ہیں جو دوبارہ اشاعت اسلام کے لئے تشریف لائے ہیں، ہاں اگر حضور علیہ السلام کی بجائے کوئی اور آتا تو ہمیں نئے کلمہ کی ضرورت پیش آتی۔“

(کلمۃ الفصل، ص:۱۵۸، مندرجہ ریویو آف ریلیجز بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

☆☆......................☆☆

مسلمانوں کے حقوق پر قادیانی ڈاکہ ڈال رہے ہیں!

ہم نے حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ایسی اقلیت جو خود کو مسلمان کہلا کر مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہی ہے، اس کو مسلمانوں کا استحصال کرنے سے روکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ برطانیہ میں آباد پاکستانیوں کو بھی کونسلوں کی سطح پر قادیانیوں کی حرکات پر نظر رکھنی چاہئے کیونکہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ قادیانی مسلمانوں کا نام استعمال کرکے سوشل ویلفیئر سوسائیٹیاں بناتے ہیں اور کونسلوں سے وہ گرانٹ حاصل کرتے ہیں جو مسلمانوں کے کوٹے میں آتی ہے۔ میرے نزدیک برطانیہ میں پاکستانی ہائی کمیشن بھی اس سلسلے میں مدد کرسکتا ہے اور قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو مسجدیں قرار دینے سے روکنے کے لئے کردار ادا کرسکتا ہے، کیونکہ قادیانی، مسلمانوں سے الگ قوم ہیں، انہیں زبردستی مسلمانوں کی صفوں میں شامل کرنے کی سازشوں کو بے نقاب کرنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب قادیانی یہاں پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ پاکستان میں ان پر مظالم ہورہے ہیں، پاکستانی سفارت خانے کو اس کا توڑ کرنا چاہئے اور اعداد و شمار پیش کرکے برطانوی پریس کو حقائق سے آگاہ کرنا چاہئے۔ اب آپ دیکھیں کہ ”سرے“ کے علاقے میں ٹیل فورڈ میں قادیانیوں نے ایک چھوٹی سی جگہ کو اسلام آباد کا نام دے رکھا ہے، یہ آئین کی خلاف ورزی کے مترادف ہے، پاکستان ایک مسلم ملک ہے، ہمارا مقصد اسلامی اقدار کا تحفظ ہونا چاہئے اور بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو بے نقاب کردینا چاہئے۔ (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تصنیف ”تحفۂ قادیانیت“ سے اقتباس!)

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے زیر اہتمام

خاتم النبیین میڈیکل کمپلیکس

کی تعمیر میں دل کھول کر حصہ لیجئے

مولانا محمد اکرم طوفانی 0321-9601521

اکاؤنٹ نمبر UBL 0031-0100239982